قرآنِ مُبین

٥ (5)

آسان ترین، واضح اردو ترجمہ

از

ڈاکٹر محمد حسن

بی۔اے آنرز، ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

www.drhasanrizvi.org

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۚ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْ بَعْدِ

وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو دُوسرے کے نِکاح میں ہوں۔ سوا اُن کے جو (اِسلامی اور شرعی جنگ میں) تمھاری ملکیّت میں آجائیں۔ یہ اللہ کی طرف سے تم پر لازمی پابندی ہے۔ اُن کے سِوا جتنی بھی عورتیں ہیں، اُنھیں اَپنے مال کے ذریعہ (مہر دے کر) حاصل کرلینا تمھارے لئے جائز کر دیا گیا ہے۔ اُن کو نِکاح کے ذریعہ پاکدامنی کے ساتھ محفوظ کرلو۔ نہ یہ کہ بدکاری کرنے لگو۔ اُن میں سے جِس کے ساتھ تم "مُتعہ"[1] (حصولِ لذّت کے لئے اَیسا نِکاح جو کسی معیّن مدّت کے لئے ہو) کرو تو اُن کے مہر، جو بھی مقرّر ہوں، لازمی طور پر اَدا کرو۔ البتّہ اِس میں کوئی حرج نہیں کہ اُس رقم کے معیّن ہو جانے کے بعد، پھر تم آپس میں کِسی اور بات پر رضامند ہوجاؤ۔

[1] عورتوں سے جنسی تعلّقات قائم کرنے کی ایک صورت تو نکاح دائمی کی ہے جو پہلے بیان ہوچکی۔ یہاں دوسری صورت "متعہ" یعنی ایسا نکاح جو خاص مدّت کے لئے ہو بیان ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ یہاں حکم دیا گیا ہے کہ عقدِ متعہ کے فوراً بعد عورتوں کے پورے مہر ادا کردو۔ اگر مُراد نکاحِ دائمی ہوتا تو پُورا مہر ادا کرنے کا حکم نہ ہوتا۔ کیونکہ قرآن میں دوسری جگہ رُخصتی نہ ہونے کی صورت میں صرف آدھا مہر ادا کرنے کا حکم ہے۔ جبکہ یہاں عقد کے فوراً بعد ہی پورا مہر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ عقدِ دائمی نہیں بلکہ اَیسے عقد کا حکم ہے جو معیّن مدّت کے لئے ہو۔ (تفسیرِ نمبیان)

ایسے وقتی نکاح کی مصلحت یہ بتائی گئی ہے :-

۱۔ لذّت کا حصول جو انسان کی ایک اہم ضرورت ہے۔

۲۔ عورت کی معاشی کفالت اور حفاظت۔

۳۔ مرد عورت دونوں کا بدکاری سے بچاؤ۔

www.drhasanrizvi.org

الْفَرِيْضَةِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٢٤﴾
وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ
الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ
وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِإِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ
بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ أُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ
غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ أَخْدَانٍ فَإِذَآ أُحْصِنَّ

بے شک اللہ تو ہر بات کا جاننے والا اور تمام مصلحتوں
کا پہچاننے والا ہے ﴿۲۴﴾

تم میں سے جو اِس قابل نہ ہو کہ وہ مُسلمان
(آزاد) عورتوں سے نِکاح کر سکے تو اُس کو چاہیئے
کہ مسلمان لونڈیوں میں سے، جو تم لوگوں کی مِلکیت
ہوں، کِسی سے نِکاح کر لے جو مومنہ بھی ہوں۔ اور
اللہ تمھارے ایمان کا حال خُوب جانتا ہے۔ (یعنی
تم ظاہری مومن ہونے کے دعوے کو قبول کر لو۔
حقیقتِ حال کا عِلم تو صِرف خدا کو ہے) تم سب
ایک ہی گروہ اور ایک دُوسرے کا جزو ہو۔ لہٰذا
اِن کنیزوں سے اُن کے مالکوں کی اِجازت سے
نکاح کر لو۔ اور اُن کا مہر اچھے طریقے سے ادا کرو۔
تاکہ وہ نِکاح کر کے محفوظ اور پاکدامن بن کر رہیں،

www.drhasanrizvi.org

فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنَٰتِ
مِنَ الْعَذَابِ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَأَنْ
تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٥﴾

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ
سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللَّهُ
عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦﴾

نہ تو بدکاری کرنے والی بنیں اور نہ چوری چھپے اپنے آشنا بنانے والی بنیں۔ جب وہ نکاح کرلینے کے بعد پھر کوئی بڑی بےحیائی کا کام کریں تو اُن کے لئے اُس سزا کی آدھی سزا ہے جو، خاندانی شادی شُدہ عورتوں کے لئے مقرّر ہے۔ یہ (سہولت) اُن کے لئے ہے جن کو حرام کاری میں مُبتلا ہونے کا خوف ہو۔ لیکن اگر تم صبر کرو تو یہ تمھارے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ تو بڑا ہی بخشنے والا اور بڑا ہی رحم کرنے والا ہے ﴿۲۵﴾

اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تمھیں وہ طریقے صاف صاف بتا دے اور اُن طریقوں کی راہ تمھیں دِکھا دے جو تم سے پہلے کے (نیک) لوگوں نے اِختیار کئے تھے اور (اِس طرح) تم پر توجّہ فرمائے۔ اللہ تو ہر چیز کا جاننے والا اور تمام مصلحتوں اور گہری پیچیدہ

www.drhasanrizvi.org

وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۣ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾

يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۣ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾

باتوں کا پہچاننے والا ہے ﴿۲۶﴾ اور (اِس طرح) اللہ تم پر اپنی رحمت کے ساتھ توجّہ کرتے ہوئے تمھاری توبہ قبول[1] کرنے کا اِرادہ رکھتا ہے، مگر جو لوگ اپنی (بُری) نفسانی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں، وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستے سے ہٹ کر بہت دُور نِکل جاؤ ﴿۲۷﴾ (مگر) اللہ یہ چاہتا ہے کہ تمھارا بوجھ ہلکا کر دے۔ (کیونکہ) اِنسان کو تو کمزور پیدا کیا گیا ہے ﴿۲۸﴾

اَے اِیمان لانے والو! آپس میں ایک دُوسرے کا مال غلط طریقوں سے مَت کھا جاؤ۔ سوا اِس کے کہ تم ایک دُوسرے کی رضامندی سے تجارت یا لین دین کرو۔ اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو[2] اور یقین جانو کہ اللہ تم پر بڑا ہی مہربان ہے ﴿۲۹﴾

---

[1] (۱) کرم اور مہربانی کی انتہا دیکھئے کہ گناہ تو بندہ کرے اور اس کی بخشش کے جواز کی خود مالک وضاحت فرمائے کیونکہ بندہ اب گناہ کی راہ چھوڑ کر خدا کی اطاعت کی طرف متوجہ ہونے کا وعدہ کر رہا ہے، اس لئے خدا بھی اپنی رحمت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہونے کے ارادہ کا اعلان فرما رہا ہے۔

---

[2] (۱) معلوم ہوا کہ دوسروں کا مال ناجائز طریقوں سے کھا جانا خود کو قتل کر دینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اس سے فرد، معاشرہ اور آخرت کی زندگی برباد ہو جاتی ہے۔

نیز اس آیت میں دوسروں کو قتل کرنے اور خودکشی کرنے کی بھی ممانعت کی گئی ہے پیسے کو صرف تجارت اور ایسے لین دین ہی کے ذریعہ لینے کا حق ہے، جو باہمی رضامندی سے طے پائے۔ سُود اور جوئے میں بھی اگرچہ بظاہر پیسے دینے یا لینے والا رضامند تو دکھائی دیتا ہے۔ لیکن یہ رضامندی حقیقی نہیں ہوتی بلکہ مجبوراً ہوتی ہے۔ اور جوئے میں وہ اس جھوٹی اُمید پر جوابی رقم لگانے پر راضی ہوتا ہے کہ اگلی مرتبہ لاکھوں روپیہ کما لے گا۔ ایسی جھوٹی اُمیدوں اور مجبوری میں جو رضامندی حاصل ہو وہ حقیقی رضامندی نہیں کہلائی جا سکتی۔ بلکہ اصل میں یہ دھوکہ یا مجبوری ہے۔

www.drhasanrizvi.org

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰
اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ۝۳۱
وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ

جو شخص بھی ظلم اور زیادتی کے ساتھ مال وصول کرے گا، ہم ضرور اُس کو آگ میں جھونک دیں گے اور یہ کام اللہ کے لئے بہت آسان ہے (۳۰) (ہاں!) اگر تم اُن بڑے بڑے گناہوں[1] یا بُرے کاموں سے بچتے رہو، جن سے تمھیں روکا گیا ہے، تو ہم تمھارے (دُوسرے چھوٹے) بُرے کاموں کو خود دُور کر دیں گے (یعنی تمھارے نامۂ اعمال سے مِٹا دیں گے یا نظرانداز کردیں گے) اور تمھیں عزّت کی جگہ داخل کر دیں گے (۳۱)

اور جو کچھ بھی اللہ نے تم میں سے کسی کو دُوسروں کے مقابلہ میں زیادہ دِیا ہے، اُس کی تمنّا نہ کرو (کیونکہ اصل شرف اور اصل کامیابی دنیا کی برتری نہیں بلکہ عملِ آخرت پر منحصر ہے۔ اِس لئے کہ) جو

[1] حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ہر وہ گناہ جس کے کرنے پر خدا نے جہنّم کا وعدہ فرمایا ہے، بڑا گناہ ہے اور جس گناہ پر اپنی بخشش کی اُمید دلائی ہے وہ چھوٹا گناہ ہے۔ (نہج البلاغہ، تفسیرِ جلالین)
اکثر روایات کے اعتبار سے ۱۔شرک ۲۔کفر ۳۔والدین کا کہنا نہ ماننا ۴۔ سُود کھانا ۵۔کسی کا مال ناجائز طریقوں سے کھا جانا خاص کر یتیموں کا مال ۶۔ زنا کرنا، ۷۔خدا کی رحمت سے مایوس ہونا ۸۔اللہ سے بےخوفی اور تکبّر ۹۔اللہ کی آیتوں کا انکار ۱۰۔عزیز رشتہ داروں کا حق مارنا ۱۱۔کسی پر الزام لگانا خاص کر کسی عورت پر ۱۲۔کسی کو ناحق قتل کرنا ۱۳۔ بار بار گناہ کرنا ۱۴۔شراب پینا اور ۱۵۔نماز نہ پڑھنا۔ بڑے بڑے گناہ ہیں۔

www.drhasanrizvi.org

مَردوں نے کمایا[1] وہ اُن حِصّہ ہے، اور جو عورتوں نے کمایا وہ اُن کا حِصّہ ہے۔ ہاں اللہ سے اُس کے فضل و کرم کی دُعا (ضرور) مانگتے رہو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا پُورا پُورا عِلم رکھتا ہے ﴿٣٢﴾

ہم نے ہر اُس چھوڑے ہوئے مال کے وارث اور حق دار مُقرّر کر دئے ہیں جو تمھارے والدین یا رشتہ داروں نے چھوڑا ہو۔ اَب رہے وہ لوگ جن سے تم نے کوئی عہد (یا وعدہ) کر لیا ہے، تو اُن کا حِصّہ اُن کو (پہلے) دے دو۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے ﴿٣٣﴾

ع ٥

مَرد، عورتوں کے اِنتظامات اور معاملات کو صحیح طریقے سے چلانے، اُن کی حفاظت کرنے اور اُن کی ضروریات فراہم کرنے کے ذمّہ دار ہیں۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٣٢﴾

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ﴿٣٣﴾ ع

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ

---

[1] خدا نے انسان کے عمل کو اُس کی اصل کمائی قرار دیا ہے کیونکہ اِسی پر اُس کی دائمی زندگی کا دارومدار ہے۔

نیز یہ تعلیم دی ہے کہ دوسروں سے جلتے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ دُنیا کی نعمتوں کے لئے انسان کوشش کرکے کمائے اور خدا سے دعا کرتا رہے تو یہ نعمت بھی مل جاتی ہے۔ لیکن اصل کامیابی آخرت کے لئے کام کرنے میں ہے۔ وہی اصل کمائی ہے جو دائمی اور حقیقی ہے۔ دنیا کی برتری عارضی اور صرف امتحان لینے کی غرض سے دی گئی ہے۔ اس پر توجہ کرنے کی بجائے عمل، کوشش اور فکرِ آخرت کو اختیار کیا جائے تو حسد سے بھی نجات مل جائے گی اور حقیقی کامیابی بھی حاصل ہوگی۔ کس قدر منطقی اور فطری طریقے سے قرآن نے انسان کی زندگی کا قبلہ درست فرمایا ہے۔

www.drhasanrizvi.org

کیونکہ اللہ نے اُن میں سے ایک کو دُوسرے پر (اس سلسلے میں) زیادہ صلاحیت دی ہے (یعنی مرد کو عورت کی حفاظت کرنے اور اُن کی ضروریات فراہم کرنے کی زیادہ صلاحیت دی ہے)۔ اِسی لئے مَرد اَپنے مال سے (عورتوں پر) خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک عورتیں وہ ہیں جو اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مَردوں کے پیٹھ پیچھے (اُن کے اموال اور حقوق کی) اُسی طرح حفاظت کرتی ہیں جس طرح اللہ نے (اُن کے شوہروں کے ذریعہ) اُن کی حفاظت فرمائی ہے۔ اور جن عورتوں سے تمھیں سرکشی کا خوف ہو، تو اُنھیں (پہلے تو) سمجھاؤ، اور (پھر) اُن کے بستروں سے الگ رہو۔ اور (اگر پھر بھی نہ مانیں تو) اُنھیں مارو[1]۔ پھر اگر وہ تمھاری بات ماننے لگیں تو اُن کے خلاف

عَلٰی بَعۡضٍ وَّ بِمَاۤ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَیۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیۡ تَخَافُوۡنَ نُشُوۡزَهُنَّ فَعِظُوۡهُنَّ وَ اهۡجُرُوۡهُنَّ فِی الۡمَضَاجِعِ وَ اضۡرِبُوۡهُنَّ ۚ فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَیۡهِنَّ

[1] صرف آخری صورت میں جب عورتیں کسی طرح سرکشی سے باز ہی نہ آئیں تب انھیں مارنے کی اجازت دی گئی ہے۔ کیونکہ بعض عورتیں کوئی اور زبان سمجھتی ہی نہیں۔ اُن کی اصلاح کے لئے یہ آخری طریقہ بتایا گیا ہے حضورؐ نے فرمایا ہے کہ "مُنہ پر نہ مارا جائے بے رحمی سے نہ مارا جائے اور اس طرح نہ مارا جائے کہ کوئی نشان جسم پر پڑے" یعنی ہلکی مار ماری جائے۔ اسی لئے آخر میں خدا کی بڑائی اور برتری سے مَردوں کو ڈرایا بھی گیا ہے تاکہ زیادتی نہ کریں اور اِس معاملہ میں پھونک پھونک کر قدم رکھیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ "بہترین بیوی وہ ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو تمھارا دل خوش ہو جائے جب تم کسی بات کا حکم دو تو وہ مانے اور جب تم گھر میں نہ ہو تو وہ تمھارے پیچھے تمھارے مال اور اپنی عزت کی حفاظت کرے"۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ شوہر کی اطاعت اُن کاموں میں جائز نہیں جو خدا کے حکم کے خلاف ہوں۔

www.drhasanrizvi.org

کوئی طریقہ یا راستہ یا بہانہ نہ تلاش کرو۔ اور یقین رکھو
کہ خدا بہت بڑا اور برتر ہے ﴿۳۴﴾ اور اگر تم لوگوں کو
اُن دونوں (میاں بیوی) کے تعلّقات کے بگڑنے کا
خوف ہو تو ایک حَکَمؔ[1] یعنی فیصلہ کرنے والا مرد کے
رشتہ داروں میں سے، اور ایک حَکَم عورت کے رشتہ داروں
میں سے مُقرّر کرو۔ وہ دونوں اگر اِصلاح اور مِلاپ
کرانا چاہیں گے تو خدا اُن کے درمیان موافقت اور
مِلاپ کی صُورت پَیدا کر دے گا۔ (کیونکہ) اللہ تو
سب کچھ جاننے والا اور ہر چیز سے باخبر ہے ﴿۳۵﴾
اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اور کِسی کو
اُس کے ساتھ شریک نہ بناؤ۔ ماں باپ کے ساتھ
اچھا برتاؤ کرو۔ اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور
پڑوسی خواہ رشتہ دار ہو یا غیر ہو، اور پہلو نشین یعنی

سَبِيلًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا ﴿٣٤﴾
وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ
وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللّٰهُ
بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ﴿٣٥﴾
وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ
إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ

[1] اس بات نے خارجیوں کے اِس دعویٰ کو غلط ثابت کر دیا کہ حَکَم بنانا شرک ہے۔ خارجیوں نے حضرت علیؑ کی مخالفت صرف اس لئے کی کہ انھوں نے مجبوراً معاویہ سے بات کرنے کے لئے حَکَم کیوں قبول کیا ان کا نعرہ تھا کہ "لاحکم الا اللہ" "اللہ کے سوا کوئی حَکَم یعنی فیصلہ کرنے والا نہیں" خدا نے میاں بیوی کے درمیان حَکَم بنانے کا حکم دیا ہے تو اگر مسلمانوں کے دو[2] گروہوں میں جھگڑا ہو جائے تو ان کے لئے حَکَم بنا لینا شرک یا کفر کیسے ہو سکتا ہے؟

www.drhasanrizvi.org

ساتھ رہنے والے ساتھی اور مسافر سے، اور اپنے لونڈی غلاموں سے جو تمہارے قبضہ میں ہوں، اچھا سلوک کرو۔ یقین جانو کہ خدا کسی ایسے شخص کو پسند نہیں کرتا جو مغرور، متکبر اور اپنی بڑائی جتا جتا کر اترانے والا ہو ﴿۳۶﴾ اور ایسے لوگ بھی (خدا کو پسند نہیں) جو خود کنجوسی کرنے والے ہوں اور دوسروں کو بھی کنجوسی کی ترغیب دیں، اور جو کچھ اللہ نے اُن کو اپنے فضل و کرم سے دیا ہے اُسے چھپاتے ہوں (یعنی خدا تو دولت دے اور وہ فقیروں کی طرح رہیں یا اپنے مال کو چھپانے اور جمع کرنے کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ ہی نہ کریں)۔ اور ہم نے ایسے ناشکروں کے لئے ذلیل کرنے والی سزا تیار کر رکھی ہے۔ (معلوم ہوا کہ مال کا حقیقی شکر اُس کو خدا کی راہ میں خیرات کرنا ہے) ﴿۳۷﴾ اور وہ

ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ
ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ
مَنْ کَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾
الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَکْتُمُوْنَ
مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ
عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۳۷﴾

www.drhasanrizvi.org

لوگ بھی (اللہ کو ناپسند ہیں) جو اپنے مال کو صرف لوگوں کو دِکھانے کے لئے خرچ کرتے ہیں[1] ۔ وہ لوگ درحقیقت نہ تو اللہ ہی پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی آخرت پر ۔ (غرض) جس کا شیطان ساتھی ہو جائے تو وہ اُس کا بہت ہی بُرا ساتھی ہے ﴿۳۸﴾

آخر اُن کا کیا نقصان تھا اگر وہ اللہ اور آخرت کے دِن پر ایمان لے آتے اور جو کچھ اُن کو اللہ نے دیا تھا اُس میں سے کچھ خیرات کرتے (مگر) اللہ تو اُن سے خُوب واقف ہے ۔ (نوٹ: اِس آیت سے کتنا واضح ہو جاتا ہے کہ اِنسان اپنے کاموں میں خود مختار اور خود ذمّہ دار ہے) ﴿۳۹﴾ حقیقت یہ ہے کہ خدا کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم یا زیادتی نہیں کرتا ۔ اگر کوئی ایک نیکی ہو تو خدا اُسے کئی گُنا بڑھا چڑھا

وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾

وَمَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً

---

[1] معلوم ہوا کہ کنجوسی اور لوگوں کو دکھاوے کے لئے مال خرچ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ ایسا شخص نہ تو اللہ پر یقین رکھتا ہے اور نہ مرنے کے بعد کی زندگی پر ۔ وہ حقیقت میں شیطان کا ساتھی ہے ۔ اس کے برعکس جو لوگ نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں وہ خیراتیں اُن کے خدا اور آخرت پر ایمان کی بہترین دلیل ہیں اور اس بات کی بھی دلیل ہیں کہ شیطان اُن کا ساتھی نہیں، بلکہ وہ خدائے رحمان پر ایمان اور توفیقات کے سائے میں زندگی بسر کر رہے ہیں ۔

www.drhasanrizvi.org

دیتا ہے اور پھر خود اپنی جانب سے بھی بہت ہی بڑا اَجر عطا فرماتا ہے [۱] (۴۰)

اُس وقت کیا ہو گا جب ہم ہر اُمّت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور آپؐ (محمد مصطفٰےؐ) کو اُن سب پر گواہ بنا کر لائیں گے (۴۱) اُس دن وہ لوگ جنھوں نے اس کا اِنکار کیا تھا، اور پیغمبرؐ کی بات نہ مانی تھی، وہ تمنّا کریں گے کہ کاش وہ زمین کے برابر کر دئے جائیں (یعنی) زمین پھٹے اور وہ اِس میں سما جائیں۔ (مگر اَب) وہ اللہ سے کوئی بات بھی نہ چھپا سکیں گے (۴۲)

ع ٦/٢

اَے اِیمان لانے والو! تم نشے کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔ (نماز صرف اُس وقت پڑھو جب تم یہ جانو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ (یعنی نیند یا

يُضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾
فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ
عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿۴۱﴾
يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى
بِهِمُ الْاَرْضُ ۭ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى

---

[۱] اِس آیت نے بالکل دوٹوک الفاظ میں واضح فرما دیا کہ خدا عادلِ مطلق ہے وہ ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اس کے برعکس وہ نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اس آیت نے ایسے ہر عقیدہ کو باطل کر دیا کہ خدا قادرِ مطلق اور حاکمِ مطلق ہوتے ہوئے جو کرے وہ ٹھیک ہے۔ کیونکہ یہاں خدا نے خود اپنے اُوپر عدل ہی نہیں بلکہ رحم تک کو لازم قرار دیا ہے۔ اس لئے خود کو عدل یا رحم کرنے کا از خود پابند کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اب وہ قادرِ مطلق نہ رہا۔ خدا کا عدل و رحم کا وعدہ فرمانا از خود اس کی قدرت کی بڑی دلیل ہے۔ نیز یہ کہ خدا تمام خوبیوں کا مالک اور تمام بُرائیوں سے پاک ہے اور عدل و رحم سے بڑی کوئی اچھائی نہیں اور ظلم اور زیادتی سے بڑی کوئی بُرائی نہیں۔ لہٰذا خدا ہر قسم کے ظلم اور زیادتی سے پاک ہے۔

www.drhasanrizvi.org

بے خبری کے عالم میں نماز نہ پڑھو۔ حضرت امام محمد باقر[۴])
اور نہ جنابت کی حالت میں (نماز پڑھو) جب تک کہ
غُسل نہ کرلو۔ سِوا اِس کے کہ تم سفر میں ہو یا مسجد
سے گزر رہے ہو۔ اور اگر تم بیمار ہو' یا سفر میں
ہو' یا پاخانے سے ہو کر آئے ہو' یا تم نے عورتوں
کو چھُوا ہو' اور پانی بھی نہ مِلے' تو پاک مٹّی سے
تیمّم کرلو۔ اِس طرح کہ اُس سے اَپنے مُنہ اور ہاتھوں
کا مسح کرلو۔ بے شک اللہ نرمی سے کام لینے
والا اور بہت بخشنے والا ہے ﴿۴۳﴾
کیا تم نے اُن کو نہیں دیکھا جِنھیں کتاب
کے عِلم کا کچھ حِصّہ دیا گیا؟ مگر وہ گمراہی کے
خریدار بنے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی
راہ گُم کردو ﴿۴۴﴾ اللہ تمھارے دُشمنوں کو خوب

حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ
حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ
اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا
مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ
اَيْدِيْكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ﴿۴۳﴾
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ
الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾

www.drhasanrizvi.org

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾
مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ ۚ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

جانتا ہے ۔ اور اللہ سے بڑھ کر کوئی سرپرست اور اللہ سے بڑھ کر کوئی مددگار ہو ہی نہیں سکتا۔ (یا) اللہ تمھاری حمایت اور مدد کے لئے بہت کافی ہے ﴿۴۵﴾

یہودیوں میں تو ایسے بھی کچھ لوگ ہیں جو جُملوں کو اُن کی اصل جگہ سے ہٹا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "ہم نے سُنا تو مگر مانا نہیں"۔ اور کہتے ہیں "سُنو تمھاری بات نہ سُنی جائے"۔ اور (لفظ) "راعنا" کو اپنی زبان میں دُوسرے معنی میں، دین پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔ اگر وہ یُوں کہتے کہ "ہم نے سُنا اور مانا"۔ اور "سُنئے اور ہماری طرف دیکھئے"۔ تو یہ اُن کے لئے کہیں بہتر ہوتا ۔ اور زیادہ صحیح اور مناسب ہوتا ۔ مگر اللہ نے اُن کے اِسی انکار ہی کی وجہ سے اُن پر لعنت کی ہے ۔ اِسی لئے وہ بہت

www.drhasanrizvi.org

ہی کم ایمان لاتے ہیں (۴۶)

اے اہلِ کتاب! جو کتاب کہ ہم نے اُتاری ہے اُس کو مان لو۔ (کیونکہ) وہ اُس (پیغام) کی بھی تصدیق کرتی ہے جو تمھارے پاس ہے، قبل اِس کے کہ ہم (تمھارے) چہرے کو بگاڑ کر پیٹھ کی طرف پھیر دیں۔ یا اُن پر اُسی طرح اپنی لعنت برسائیں جس طرح ہم نے ہفتہ کے دِن (کا حُکم نہ ماننے) والوں پر لعنت برسائی تھی۔ (یعنی اُن کو اپنی رحمت سے دُور کر کے اپنے عذاب کا مستحق قرار دیا تھا) اور اللہ کا حُکم تو پُورا ہو کر ہی رہتا ہے (۴۷)

اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ بس اِس بات کو تو ہرگز معاف[1] نہیں کرتا کہ اُس کے ساتھ کسی اور خدا کو شریک کیا جائے۔ لیکن اِس کے سوا ہر اُس

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰٓى اَدْبَارِهَآ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّآ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا (۴۷)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ

[1] اِس آیت سے شرک کے علاوہ دوسرے گناہوں کے معاف ہونے کی قوی امید تو ضرور پیدا ہو گئی لیکن ساتھ خدا کا یہ شرط لگانا کہ "جسے (وہ معاف) کرنا چاہے" اس شرط نے معافی کی اُمید کے ساتھ ساتھ خوف کا عنصر بھی شامل کر دیا۔ تاکہ خدا کی سزا کا خوف اور خدا سے معافی کی امید کا پلّا بالکل برابر رہے یہی انسان کی اصلاحِ حال کا بہترین طریقہ کار ہے۔

نیز یہ بھی یاد رہے کہ شرک کا معاف نہ ہونا بھی توبہ نہ کرنے کی صورت میں ہے۔ اگر انسان شرک سے توبہ کر کے ایک لاشریک خدا کو دل سے مان لیتا ہے تو اس کا ماضی میں شرک کرنے کا گناہ بھی خدا معاف فرما دیتا ہے۔
(از تفسیر مجمع البیان و تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.org

لِمَنْ يَّشَاۤءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝٤٨
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ
يَّشَاۤءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝٤٩
اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۚ وَكَفٰى بِهٖۤ
اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝٥٠ ؏
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ

بات کو معاف کر دیتا ہے جسے وہ (معاف کرنا) چاہے۔ (کیونکہ) جس کسی نے بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا، اُس نے تو بہت بڑے گُناہ کے ساتھ (بہت بڑا) جھُوٹ گھڑا ۝٤٨

تم نے اُن لوگوں کو دیکھا جو اپنی پاکبازی کی خود تعریفیں کرتے ہیں[1]۔ حالانکہ خدا جس کو چاہتا ہے پاکیزگی کی توفیق عطا فرماتا ہے (یا) تعریف فرماتا ہے، اور اُن پر دھاگہ برابر بھی ظُلم نہیں ہوگا ۝٤٩ دیکھو تو سہی کہ یہ لوگ اللہ پر کس طرح جھوٹی باتیں گھڑ گھڑ کر تہمت لگاتے ہیں۔ بھلا اس سے بڑھ کر کھُلا ہوا گُناہ کیا ہوگا! ۝٥٠

کیا تم نے اُن کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کے علم میں سے کچھ حصّہ دیا گیا ہے مگر اُن کا حال

[1] مطلب یہ ہے کہ (۱) خود اپنے مُنہ سے اپنے کردار کی پاکیزگی کی تعریف کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔
تعریف تو اصل میں وہی ہے کہ جو خدا فرمائے ایسے لوگ بے شمار ہوتے ہیں کہ بظاہر بڑے پاک دکھائی دیتے ہیں مگر ان کی تنہائیاں نہایت سیاہ ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ سوال اہم ہے کہ وہ پاکیزگی کردار کس نیّت سے اختیار کئے ہوئے ہیں، یہ بات خدا کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا۔ لہٰذا پاکیزگی وہ ہے جس کی تعریف خدا فرمائے۔ خدا نے اہلبیتؑ رسولؐ کی پاکیزگی کی ایسی تعریف فرمائی ہے کہ نہ اوّلین میں کسی کی ایسی تعریف کی گئی اور نہ آخرین میں۔ فرمایا: "یقیناً اللہ نے یہ طے کرلیا ہے کہ تم اہلبیتؑ رسولؐ کو ہر قسم کی نجاست سے دُور رکھے اور تمھیں ایسا پاک رکھے کہ جو حق ہے پاک رکھنے کا"۔
نیز خدا کا یہ فرمانا کہ "خدا جسے چاہتا ہے پاک کرتا ہے" کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص پاکیزگی اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے خدا اس کی مدد اپنی توفیقات کے ذریعہ فرماتا ہے۔ مگر یہ عمل خود انسان کی اپنی کوششوں ہی سے شروع ہوتا ہے۔

www.drhasanrizvi.org

يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَاۤءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾
اُولٰۤئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾
اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾

یہ ہے کہ وہ ”جِبت“ (یعنی بے فائدہ، بے حقیقت اور بے اصل چیز جیسے جادو، ٹونے، نجوم، فال، کہانت وہم وغیرہ) اور ”طاغوت“ (یعنی ہر وہ چیز جو خدا کے سوا اپنی اِطاعت کروائے، جیسے بُت، شیطان، جابر ظالم بادشاہ وغیرہ) کو مانتے ہیں اور کافروں کے لئے کہتے ہیں کہ اِیمان والوں سے زیادہ تو یہی سیدھے راستے پر ہیں ﴿۵۱﴾ یہی وہ ہیں کہ جِن پر اللہ نے لعنت کی ہے، (یعنی) اپنی رحمت سے دُور کر دیا ہے اور جس پر خدا لعنت کر دے تو پھر اُس کا تم کوئی بھی مددگار ہرگز نہ پاؤ گے[ا] ﴿۵۲﴾

کیا حکومت میں اُن کا کوئی حِصّہ ہے؟ اگر اَیسا ہوتا تو یہ دوسروں کو ایک دھیلا بھی نہ دیتے ﴿۵۳﴾ پھر کیا یہ لوگ دوسروں سے اِس لئے

[ا] یہودیوں اور عیسائیوں کی گمراہی کی یہ انتہا تھی کہ وہ مسلمانوں سے زیادہ بُت پرستوں کو ہدایت یافتہ کہتے تھے۔ جبکہ تمام بائبل بُت پرستی کی مذمت سے بھری پڑی ہے۔ خالص توحید کے مقابلے میں خالص بُت پرستی کو ہدایت قرار دینے سے بڑھ کر تعصب، تنگ نظری اور گمراہی کیا ہو سکتی ہے۔

www.drhasanrizvi.org

حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اُنھیں اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا ہے۔ تو ہم نے تو ابراہیمؑ کی اولاد کو کِتاب اور حِکمت عطا کی ہے اور اُن کو "مُلکِ عظیم" یعنی بہت بڑی سلطنت بخش دی ہے[1] ﴿۵۴﴾

مگر اُن میں سے کوئی تو اِس پر اِیمان لایا اور کوئی اس سے مُنہ موڑ گیا۔ (اور مُنہ موڑنے والوں کے لئے) جہنّم کی بھڑکتی آگ بہت کافی ہے ﴿۵۵﴾

جِن لوگوں نے ہماری نشانیوں کو ماننے سے اِنکار کر دیا ہے اُن کو تو ہم یقیناً بہت جلد آگ میں جھونکیں گے۔ اور جب اُن کے بدن کی کھالیں گل سَڑ جائیں گی، تو ہم اُس کی جگہ دُوسری کھالیں پیدا کر دیں گے۔ تاکہ وہ مسلسل تازہ سزا کا مزہ چکھیں۔ یقیناً اللہ بڑی غالب قدُرت والا

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۚ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۚ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۵۶﴾

[1] معلوم ہوا کہ کسی کے جلنے سے خدا کی عطائیں بند نہیں ہوتیں۔
نیز جلنے والوں کو اپنی عطائیں بتائیں کہ ابراہیمؑ کی اولاد جن کے حقیقی مصداق محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں اور اُن کو ہم نے اپنی طرف سے کتاب اور حکمت یعنی حقیقتوں کا گہرا علم عطا فرمایا ہے اور اس طرح "ان کو اپنی خلافت عطا فرمائی ہے یعنی ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے اور ان کا کہنا نہ ماننے کو اپنی معصیت قرار دیا ہے" از امام محمد باقرؑ از تفسیر تبیان و تفسیر نور الثقلین۔

www.drhasanrizvi.org

اور گہری مصلحتوں کے مطابق کام کرنے والا ہے ﴿۵۶﴾ مگر جن لوگوں نے ہماری نشانیوںؑ کو مان لیا اور نیک کام کئے اُن کو تو ہم اَیسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اُن کو وہاں پاک و پاکیزہ بیویاں بھی ملیں گی، اور اُنھیں تو ہم (اپنی رحمت کی) گھنی چھاؤں میں رکھیں گے۔ (حضرتؑ امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ "خدا کی حُجّت جسے خدا نے مُلکِ عظیم عطا فرمایا ہو سے بڑھ کر خدا کی نشانی کون ہو سکتی ہے"؟ — تحف العقول) ﴿۵۷﴾

بلاشُبہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ اَمانتوںؑ کو اُن کے حق داروں کو اَدا کرو۔ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل و اِنصاف کے ساتھ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ لَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۡ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾
اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا

ؑ حضرت امام محمد باقرؑ نے حضورؐ سے روایت فرمائی کہ: "امانتوں سے مُراد وہ مال بھی ہے کہ جو حفاظت کے لئے کسی کے پاس رکھا جائے اور وہ تمام ذمّہ داریاں بھی امانت ہیں جو کسی معاہدہ یا اللہ کے مقرر کئے ہوئے حقوق کے سبب ہم پر عائد ہوتی ہیں۔ اِن حقوق اور فرائض کو ادا کرنا بھی ایک امانتداری ہے۔" نیز فرمایا کہ: "ہر صاحب اختیار کا مخلوقِ خدا کی خدمت کرنا اور ان کے فائدے کے کاموں کی ذمّہ داری کو ادا کرنا بھی امانتداری میں شامل ہے۔"
(از تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.org

یَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ
اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى
اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ
الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ

فیصلہ کرو۔ یقیناً اللہ تم کو بہت ہی اچھی ہدایتیں دیتا ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ خوب سُننے والا (اور) دیکھنے والا ہے ﴿۵۸﴾

اَے ایمان لانے والو! اِطاعت کرو اللہ کی اور اِطاعت کرو رسولؐ کی اور "صاحبانِ امر"[1] کی یعنی جو تم میں حُکم دینے کے اہل یا حق دار ہیں۔ اگر کسی بات پر تم میں جھگڑا ہو جائے تو اُسے اللہ اور رسولؐ کی طرف پلٹاؤ، اگر تم واقعی اللہ اور آخرت کے دِن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی (طریقہ) اچھا ہے اور انجام کے لحاظ سے بہترین ہے ﴿۵۹﴾

ع ۸ ۹ ۵

کیا آپؐ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ ہم اُس کتاب پر ایمان لے آئے ہیں جو تمھاری طرف نازل کی گئی ہے، اور اُن

[1] "اولوالامر" کے معنی وہ لوگ ہیں جو حکومت کرنے کے اہل اور حقدار ہوں۔ جس طرح کارخانہ، گھر یا مال پر ناجائز طور پر قبضہ کرنے والا اُس کا مالک نہیں کہلاتا بلکہ غاصب، چور یا ڈاکو کہلاتا ہے، اسی طرح حکومت پر زبردستی یا ناجائز طریقوں سے قبضہ کرنے والا بھی "صاحب امر" نہیں کہلایا جاسکتا۔

اس کا دوسرا ثبوت یہ بھی ہے کہ خدا نے "اولوالامر" کی اطاعت کو رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ایک ہی لفظ "اطیعوا" کے تحت بیان فرمایا ہے۔ یعنی جیسی مطلق بلاشرط اطاعت رسولؐ کی ہے، ویسی ہی مطلق بلاشرط اطاعت اولوالامر کی قرار دی گئی ہے اور بلاشرط مطلق اطاعت صرف معصوم ہی کی لازمی قرار دی جاسکتی ہے۔ ایسا انسان جس کے بھولنے، غلطی کرنے یا پست خواہشات کی رَو میں بہہ جانے کا کوئی امکان ہی نہ ہو۔
(از تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.org

اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا
اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ
الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿٦٠﴾
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ
رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴿٦١﴾

کتابوں پر بھی اِیمان لے آئے ہیں جو تم سے پہلے
نازل کی گئی تھیں، مگر چاہتے یہ ہیں کہ اَپنے مقدّمات
کا فیصلہ "طاغُوت" (وہ حاکمِ جور جو خدا کے قانُون
کے سِوا کسی اور طریقے سے حکومت حاصل کرے
اور اللہ کے قانون کے سِوا کسی اور قانُون کے مُطابق
فیصلے کرے) سے کرائیں، حالانکہ اُن کو حُکم یہ دیا گیا
ہے کہ وہ "طاغوت" کا اِنکار کریں۔ اور شیطان تو
یہ چاہتا ہے کہ اُنھیں بھٹکا کر سیدھے راستے سے
بہت ہی دُور لے جائے[1] ﴿۶۰﴾ اور جب اُن سے کہا
جاتا ہے کہ اُس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے نازل
فرمائی ہے اور پیغمبرؐ کی طرف آؤ تو آپؐ مُنافقوں
کو دیکھیں گے کہ وہ آپؐ سے بڑی شِدّت کے ساتھ
کترا کر مُنہ موڑ لیتے ہیں ﴿۶۱﴾ تو کیا حال ہوگا اُس

[1] اس آیت میں ان لوگوں کی حکومت کے نہ ماننے کا واضح حکم دیا گیا ہے کہ جو ظلم و جبر سے حکومت حاصل کریں اور اپنی مرضی کے قوانین سے فیصلے کریں۔ ایسے حاکموں کے پاس اپنے مقدمے تک لے جانے کی ممانعت کی گئی ہے۔ اسی کو اصطلاح میں تبرا کہتے ہیں۔ کیونکہ مقدمات لے جانا ان کی حکومت کو ماننے کے مترادف ہے۔

www.drhasanrizvi.org

وقت جب اُن پر اُن کے ہی ہاتھوں سے کئے ہوئے پچھلے کاموں کی وجہ سے کوئی مُصیبت آن پڑے گی ؟ تو اُس وقت یہ تمھارے پاس خدا کی قسمیں کھاتے ہوئے آئیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو صرف بھلائی یا مصالحت چاہتے تھے (یعنی ہم جابر حاکموں کے پاس صرف اس لئے فیصلے کرانے گئے تھے کہ لوگوں میں صُلح صفائی کرا دیں) ﴿۶۲﴾ یہی وہ لوگ ہیں کہ خدا اِن کے دِلوں کی باتوں کو اچھی طرح سے جانتا ہے۔ لہٰذا آپؐ اُن کی باتوں کا خیال ہی نہ کیجئے۔ بس اُنھیں نصیحت کرتے رہئے۔ اور اُن سے ایسی باتیں کہتے رہئے جو زیادہ سے زیادہ اُن کے دِلوں پر اَثر کرسکیں ﴿۶۳﴾ اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اِس لئے کہ خدا کے حُکم سے اُس کی اِطاعت کی

فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَآءُوكَ يَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ إِنْ أَرَدْنَآ إِلَّآ إِحْسَٰنًا وَتَوْفِيقًا ﴿۶۲﴾

أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَعْلَمُ ٱللَّهُ مَا فِى قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِىٓ أَنفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيغًا ﴿۶۳﴾

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ وَلَوْ

جائے۔ پھر اگر وہ اپنی جان پر (گناہ کرکے) ظلم کر
ہی بیٹھے تھے، تو آپؐ کے پاس آجاتے اور اللہ سے
معافی چاہتے، اور اگر رسولؐ بھی اُن کے لئے معافی
کی درخواست کرتے، تو وہ یقیناً اللہ کو بڑا توبہ
قبول کرنے والا، اُن کی طرف توجّہ کرنے والا اور
رحم کرنے والا پاتے[1] ﴿۶۴﴾ تو نہیں، قسم آپؐ کے
پروردگار کی، کہ وہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہوسکتے،
جب تک وہ اپنے جھگڑوں میں آپؐ کو اپنا فیصلہ
کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو کچھ آپؐ فیصلہ کردیں،
اُس سے اپنے دِلوں میں بھی کوئی تنگی تک
محسُوس نہ کریں۔ اور اس کو پُوری طرح
تسلیم کرلیں[2] ﴿۶۵﴾ اگر ہم نے اُنھیں کہیں یہ حُکم
دے دیا ہوتا کہ اپنے آپ کو قتل کردو یا اپنے

أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَ
اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴿٦٤﴾
فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ
ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾
وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوِ

[1] یہ آیت دعا کے لئے خدا کی بارگاہ میں کسی بزرگ کو وسیلہ بنانے کا واضح حکم دے رہی ہے۔ خدا کے رسولؐ، ان کی اولادؑ یا خدا کے کسی مقرب بندے کی قبر پر جاکر ان سے التماسِ دعا کرتے ہوئے خدا سے دعا کرانا، دعا کے قبول ہونے کی ضمانت ہے، جو اس آیت میں واضح طور پر دی گئی ہے۔ یاد رہے کہ دعا بہرحال خدا ہی سے کی جاتی ہے۔

[2] خدا کے اس واضح حکم کے بعد اب خدا اور رسولؐ کو چھوڑ کر کسی مشورے یا اجماع کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہی۔

نیز یاد رہے کہ خدا کا یہ حکم قیامت تک کے لئے ہے۔ اس لئے آدمی کے مومن ہونے اور نہ ہونے کا یہی معیار ہے، کیونکہ آیت کی ابتدا اسی لفظ سے کی گئی ہے کہ "وہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہوسکتے ...." اسی لئے حضورؐ نے فرمایا: "کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشِ نفس اس طریقہ کی تابع فرمان نہ ہوجائے جسے میں لے کر آیا ہوں۔"

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

گھروں سے نکل جاؤ تو سوائے چند لوگوں کے اُن میں سے کوئی بھی اُس پر عمل نہ کرتا۔ حالانکہ اگر یہ وہی کچھ کرتے جس کی اُن کو نصیحت کی جاتی ہے، تو یہ اُن کے لئے کہیں بہتر اور زیادہ ثابت قدمی کا سبب ہوتا[1] ﴿٦٦﴾ اُس وقت ہم اُنھیں اَپنے پاس سے بہت بڑا اَجر بھی دیتے ﴿٦٧﴾ اور اُنھیں سیدھے راستے کی ہدایت بھی کرتے اور منزلِ مقصُود تک پہنچنے کی توفیق بھی دے دیتے[2] ﴿٦٨﴾ جو بھی اللہ اور رسولؐ کی اِطاعت کرے گا وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے اپنا خاص اِنعام فرمایا (یعنی) انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں ﴿٦٩﴾ یہ ہے (حقیقی) فضل وکرم جو اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے۔ اور اللہ کا عِلم

اخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ
وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ
وَأَشَدَّ تَثْبِيتًا ﴿٦٦﴾
وَإِذًا لَآتَيْنَاهُمْ مِنْ لَدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٦٧﴾
وَلَهَدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ﴿٦٨﴾
وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ
اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿٦٩﴾

[1] یعنی ان کی زندگی ہر قسم کے تذبذب، تردّد، شک وشبہ سے محفوظ ہو کر ایک مضبوط پائیدار بنیاد پر مستحکم ہو جاتی۔ کوئی فکر اور کوئی مشکل انھیں ان کی راہ سے نہ ہٹا سکتی۔ یہ زندگی کی استواری اور یکسوئی صرف اس وقت حاصل ہوتی ہے کہ جب انسان ہر معاملہ میں خود کو خدا ورسولؐ کے حکم کا پابند بنا لیتا ہے، زندگی کا ایک واضح مقصد مدِنظر رکھتا ہے۔ ورنہ در در کی ٹھوکریں کھانا اور ہر وقت کی بے چینی اور اضطراب اس کا مقدر بن جاتا ہے اور اطمینان قلب کی عظیم دولت کو کھو بیٹھتا ہے۔

[2] یعنی سیدھے راستے پر چلنے بڑھنے قائم رہنے کی توفیق دیتے۔ معلوم ہوا کہ انسان جب تک اپنے اختیار سے خدا اور رسولؐ کی اطاعت نہیں کرتا خدائی ہدایتیں اس کے شاملِ حال نہیں ہوتیں۔

www.drhasanrizvi.org

ع ۱۱/۶ ۹

اَیسے لوگوں کو جاننے اور نوازنے کے لئے بہت
کافی ہے[۱] ۷۰
اَے ایمان لانے والو! اَپنی حفاظت کا سامان
(اسلحہ) پوُری طرح تیّار رکھو اور پھر (جب وقت
آئے تو) الگ الگ دستوں کی شکل میں یا اِکٹھّے
ساتھ ساتھ نِکل پڑو ۷۱ بلاشُبہ تم میں کچھ اَیسے بھی
ہیں جو نکلنے میں دیر کرتے ہیں۔ اور اگر تم پر مُصیبت
آپڑے تو کہتے ہو کہ: "مجھ پر تو اللہ کا بڑا احسان
تھا کہ میں اُن کے ساتھ (جہاد میں) موجُود نہ
ہوا" ۷۲ اور اگر اللہ کی طرف سے تم پر فضل وکرم
ہو (یعنی فتح ہو جائے) تو وہ ضرور اِس طرح
بولے گا کہ جیسے تمھارے اور اُس کے درمیان کوئی
محبت ہی نہ تھی کہ: "کاش میں اُن کے ساتھ ہوتا

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۷۰
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ
اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۷۱
وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ
قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۷۲
وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ
تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ
فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۷۳

---

[۱] معلوم ہوا کہ وہ لوگ جو خدا سے انعام پاتے ہیں اور جن پر خدا کا حقیقی فضل وکرم ہوتا ہے وہ نہ توپیسے والے لوگ ہوتے ہیں اور نہ صاحبانِ حکومت بلکہ وہ (۱) انبیاء ہوتے ہیں جن کو خدا ہدایت کا سرچشمہ بناتا ہے (۲) یا قول وفعل سے دل وزبان سے ان کی تصدیق کرنے والے صداقت پسند لوگ ہوتے ہیں جن کو صدیقین کہا گیا ہے
حضرت علیؑ نے فرمایا: "انا صدیق الاکبر" "میں سب سے بڑا صدیق ہوں"۔ نیز حضورؐ نے فرمایا: "اس امت کے بارہ امام (رہنما) ہوں گے جو میری بیٹی فاطمہ کی نسل سے ہوں گے"۔ خدا کا انعام پانے والا تیسرا گروہ شہداء کا ہے جو خدا و رسولؐ کی اطاعت میں جان تک دینے پر تیار ہوتے ہیں۔
اور چوتھا گروہ "صالحین" کا ہے جو اپنی پوری زندگی میں نیک رویّہ رکھے اور خدا و رسولؐ کی اطاعت میں لگا رہے۔ ائمہ اہلبیتؑ نے فرمایا ہے: "جو ہم سے محبت کرے گا، ہمارے غم میں غمگین اور ہماری خوشی میں خوش ہوگا، اور عملاً ہماری پیروی کرے گا وہ "فی درجتنا یوم القیامۃ" وہ قیامت میں ہمارے ہی درجے میں ہوگا۔ (تحف العقول۔ بحار الانوار)

www.drhasanrizvi.org

تو بہت ہی بڑی کامیابی حاصل کرتا ﴿۷۳﴾ جو لوگ دُنیا
کی پست و ذلیل زندگی کو آخرت (کی ابدی) زندگی
کے بدلے بیچنا چاہتے ہیں، اُنھیں اللہ کی راہ میں
جنگ کرنا چاہیے۔ (کیونکہ) جو بھی اللہ کی راہ میں
جنگ کر کے مارا جائے یا فتح پا جائے، تو اُسے ہم
بہت ہی بڑا اجر عطا کریں گے ﴿۷۴﴾ آخر تم اللہ کی
راہ میں اُن کمزور اور بے بس مرد، عورتوں اور
بچّوں (کو بچانے) کی خاطر جنگ کیوں نہیں کرتے،
جو فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا! ہم کو اِس بستی
سے نِکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور اپنی
طرف سے کوئی ہمارا حامی، مددگار یا سرپرست
بنا دے[1] ﴿۷۵﴾ جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا
ہے وہی اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں۔ اور

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيٰوةَ
الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ
اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا ﴿۷۴﴾
وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ
مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ
رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ
اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ
لَّدُنْكَ نَصِيرًا ﴿۷۵﴾
اَلَّذِينَ اٰمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِينَ

[1] اس آیت سے بالکل واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ اسلامی جہاد مظلوموں کو ظالموں سے بچانے کے لئے یا ظالم سے اپنا دفاع کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ ملکوں کو فتح کرنے اور قوموں کو لوٹنے کے لئے جو جنگ کی جائے اس کو جہاد کہنا اسلام اور قرآن کا مذاق اڑانا ہے۔

www.drhasanrizvi.org

كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿۷۶﴾

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۗ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا

جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے وہ "طاغوت" (یعنی) شیطانی سرکش حکومت یا ظالم و جابر حاکم کے لئے لڑتے ہیں، پس تم شیطان کے ساتھیوں سے لڑو۔ یقین جانو کہ شیطان کی چالیں بہت کمزور ہوا کرتی ہیں ﴿۷۶﴾

رکوع

تم نے اُن لوگوں کو بھی دیکھا جن سے کہا گیا تھا کہ تم اپنے ہاتھ (ابھی جنگ سے) روکے رکھو اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔[1] پھر جب اُن پر جنگ کرنا فرض کیا گیا تو اُن میں سے ایک گروہ کا تو یہ حال ہے کہ وہ لوگوں سے اِس طرح ڈر رہے ہیں کہ جیسے خدا سے ڈرنا چاہیئے، بلکہ اُس سے بھی کہیں زیادہ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ: ہائے اللہ! ہم پر لڑائی لڑنا کیوں فرض کر دیا گیا؟ کیوں نہ ہمیں ابھی کچھ اور مہلت دے دی گئی؟ اُن سے کہو کہ یہ دُنیا کا

لے (۱) صاف ظاہر ہے کہ یہ خطاب کافروں سے تو نہیں ہو سکتا ورنہ یہ کیوں کہا جاتا کہ: "جن سے کہا گیا تھا کہ نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو"۔ یہ خطاب زندگی کے حریص، دنیا طلب کافرنما مسلمانوں سے ہے جو خدا کی بجائے لوگوں سے اور موت سے ڈرتے ہیں۔ دنیا طلبی اُن کا شعار اور مقصدِ زندگی ہوتا ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ قرآن کسی پر تقدس کا کوئی پردہ نہیں ڈالتا جس کو رہنما بنانے ہو اس کے کردار کو پوری طرح جانچنے پرکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ کیونکہ آیت کی ابتدا اس لفظ سے فرمائی کہ: "تم نے اُن لوگوں کو بھی دیکھا"۔ معلوم ہوا کہ آنکھیں بند کر کے کسی کی رہبری کو مان لینا قرآن کے خلاف ہے۔ قول و عمل کو پوری پوری طرح پرکھنے کے بعد ہی کسی کو رہبر یا امام مانا جا سکتا ہے۔

سازوسامان تو بہت ہی تھوڑا ہے۔ اور آخرت تو
فرائضِ الٰہیہ کو ادا کرنے والوں کے لئے بہت ہی بہتر
ہے۔ اور وہاں تم پر ایک دھاگے کے برابر بھی ظلم
نہ کیا جائے گا (۷۷) تم جہاں کہیں بھی ہو، موت تو
تمھیں پاکر ہی رہے گی۔ چاہے تم مضبوط قلعوں ہی
کے اندر کیوں نہ بند ہو جاؤ۔ اگر اُنھیں کوئی فائدہ
پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کی طرف سے ہے۔
اور اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ آپؐ
کی وجہ سے ہوا۔ آپؐ کہئے کہ سب کا سب اللہ ہی
کی طرف سے ہے۔ آخر اِن لوگوں کو کیا ہو گیا ہے
کہ کوئی بات اِن کی سمجھ ہی میں نہیں آتی (۷۸) تجھے
جو بھی بھلائی حاصل ہوتی ہے وہ اللہ ہی کی طرف
سے ہے۔ اور تجھ پر جو بھی بُرائی آپڑتی ہے[۱] وہ خود

قَلِيلٌ ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۗ وَلَا تُظْلَمُوْنَ
فَتِيْلًا (۷۷)

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ
مُّشَيَّدَةٍ ۗ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ
عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ
عِنْدِكَ ۗ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ
لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا (۷۸)
مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ

[۱] ہمیں جو بھی نقصانات پہنچتے ہیں ان کا سبب زیادہ تر خود ہماری اپنی ہی غلطیاں ہوتی ہیں۔ ان نقصانات سے ہماری اصلاح مقصود ہوتی ہے۔ اب رہیں انبیاءؑ اور اولیاء کی مشکلات تو وہ راہِ خدا میں ہدایت کا کام انجام دینے کے سبب سے سامنے آتی ہیں جو مقرب بندوں کے درجات کو بڑھانے کا سبب ہوتی ہیں۔ بقولِ شاعر ؎ "جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے" ان دونوں قسم کی بلاؤں کا فرق تھوڑے سے غور و فکر سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

www.drhasanrizvi.org

تیرے (اپنے برے کاموں کے) سبب سے ہوتی ہے۔ اور ہم نے آپؐ کو تمام انسانوں کے لئے رسولؐ بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس بات پر خدا کی گواہی بہت کافی ہے ﴿۷۹﴾ جس کسی نے بھی رسولؐ کی اطاعت کی اُس نے دراصل خدا کی اطاعت کی۔ اور جس کسی نے منہ پھرایا، تو ہم نے بھی آپؐ کو اُن لوگوں پر کوئی نگراں، پہرے دار (ٹھیکیدار) یا محافظ بنا کر نہیں بھیجا ہے[1] ﴿۸۰﴾

وہ زبان سے تو "اطاعت اور فرمانبرداری" کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر جب تمہارے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو اُن میں سے ایک گروہ خود اپنے کہے کے خلاف باتیں (اپنے دلوں میں) چھپائے ہوتا ہے۔ (مگر) اللہ اُن کی اُن تمام باتوں کو لکھتا جاتا ہے

سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۭ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾
مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾
وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۡ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ۭ وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ

[1] معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک ہر انسان اپنے عمل میں خود مختار ہے۔ مجبور نہیں ہے۔ (۲) نیز یہ کہنا کہ رسول محض ڈاکئے کا مقام رکھتے ہیں، بالکل غلط ہے۔ بلکہ رسولؐ کی کی اطاعت کرنا خدا کی اطاعت کی طرح لازمی ہے۔ بقول مولانا رومؒ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یعنی "رسولؐ کا کہنا اللہ کا کہنا ہے۔ اگرچہ وہ بظاہر ایک اللہ کے بندے ہی کے حلق سے کہا جا رہا ہے۔" البتہ جو شخص خدا کے رسولؐ کی بات نہ مانے اُس کی ذمہ داری رسولؐ پر نہیں۔

www.drhasanrizvi.org

فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا ۝۸۱
اَفَلَا يَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ وَلَوۡ كَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَيۡرِ اللّٰهِ
لَوَجَدُوۡا فِيۡهِ اخۡتِلَافًا كَثِيۡرًا ۝۸۲
وَاِذَا جَآءَهُمۡ اَمۡرٌ مِّنَ الۡاَمۡنِ اَوِ الۡخَوۡفِ اَذَاعُوۡا
بِهٖ ؕ وَلَوۡ رَدُّوۡهُ اِلَى الرَّسُوۡلِ وَاِلٰٓى اُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡهُمۡ

جو وہ (اپنے دِلوں میں) چھپائے ہوتے ہیں۔ لہٰذا آپؐ
اُن کی پرواہ نہ کیجئے اور اللہ ہی پر بھروسہ کیجئے۔
(کیونکہ) وہی بھروسہ اور مدد کے لئے بہت کافی ہے ۸۱
تو کیا یہ لوگ قرآن پر غور ہی نہیں کرتے[۱]؟ اگر
وہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ
اُس میں بہت کچھ اِختلاف (یعنی) تضاد اور دورنگی
پاتے ۸۲
اور جب اُن کے پاس کوئی بھی اِطمینان بخش
یا خوفناک یا پریشان کُن خبر آتی ہے تو اُسے (فوراً)
پھیلا کر مشہور کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر وہ اُس
خبر کو رسولؐ اور اُن لوگوں تک لوٹائیں جو اُن
میں حکومت کرنے کے اہل یا حق دار ہیں، تو وہ
لوگ اُس خبر کی تہ تک پہنچ سکنے کی صلاحیت

[۱] خداوندعالم کا قرآن مجید پر اس طرح شدت کے ساتھ غور وفکر کرنے کی دعوت دینا یہ بتاتا ہے کہ قرآن کا مفہوم ہر عربی جاننے والے یا نہ جاننے والے، عالم دین یا غیر عالم ہر شخص کے بقدرِ ظرف سمجھ میں آسکتا ہے۔ اس پر کسی طبقہ کی اجارہ داری نہیں۔ اس آیت نے ان تنگ نظروں کے اس دعوے کو بھی قطعی طور پر رد کر دیا کہ قرآن کو صرف عربی میں پڑھا جائے۔ اس کا ترجمہ ہی نہ کیا جائے اور قرآن کو تو صرف رسولؐ کی حدیثوں ہی کے ذریعہ صرف مولوی سمجھا سکتا ہے۔ اگر یہ دعویٰ صحیح ہوتا تو قرآن اس قدر شدت سے ہر شخص کو قرآن پر غور وفکر کرنے کی دعوت نہ دیتا۔ (تفسیر نمبیان)

نیز قرآن پر غور کرنے ہی سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ یہ خدا ہی کا کلام ہے، یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ۲۳ سال کے انتہائی مختلف بلکہ متضاد حالات میں اُترنے والی کتاب اوّل سے آخر تک بالکل ایک ہی رنگ طرزِ فکر اور فصاحت وبلاغت کی بالکل ایک ہی سطح پر نہ ہوتی۔

www.drhasanrizvi.org

رکھتے ہیں۔ (یعنی) اُس کی حقیقت کو جان کر اُس سے
سے صحیح نتیجہ نِکال سکتے ہیں[ل]۔ اگر تم پر اللہ کا فضل و
کرم اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو تھوڑے سے
آدمیوں کے سِوا تم سَب کے سَب شیطان کے پیچھے
پیچھے چل دئے ہوتے ﴿۸۳﴾
اللہ کی راہ میں جنگ کیجئے (مگر) آپؐ پر اَپنے
نفس (ذات) کے سِوا کِسی اور کی ذمّہ داری نہیں۔
(البتہ) ایمان داروں کو لڑنے پر آمادہ کیجئے۔ بہت
ممکن ہے کہ خدا کافروں کے زور کو توڑ دے۔ کیونکہ
اللہ کی طاقت سَب سے زیادہ زبردست اور اُس
کی سَزا سب سے زیادہ سخت ہے ﴿۸۴﴾ جو بھی اچّھائی
یا بھلائی کی سفارش کرے گا، اُسے اُس میں سے
حصّہ ملے گا۔ اور جو بُرائی کی سفارش کرے گا، وہ

أَعْلَمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿۸۳﴾
فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ ۚ وَحَرِّضِ
الْمُؤْمِنِينَ ۖ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ
كَفَرُوا ۚ وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنْكِيلًا ﴿۸۴﴾
مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ۖ
وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا ۗ

ل اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُمّت میں کچھ لوگ ایسے ضرور ہوتے ہیں کہ جو حکومت کرنے کے اہل ہوں۔ یہ آلِ رسولؐ کے بعد وہی ہو سکتے ہیں جو قرآن و حدیث کی تہ تک پہنچ کر صحیح نتائج اخذ کر سکیں۔ اُنھیں لوگوں کو اُمّت کے پیچیدہ اور نازک مسائل پر اجتہاد یعنی قرآن و حدیث سے نتائج اخذ کرنے کا حق حاصل ہے۔ خاص طور پر ایسے معاملات جن پر اُمّت کی زندگی یا موت، عزت اور ذلّت، ترقی اور زوال کا دار و مدار ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ نے تو اجتہاد کا دروازہ ہی بالکل بند کر رکھا ہے اور دوسرے گروہ نے اجتہاد کو عملاً صرف بہت ہی معمولی روزمرّہ کے فروعی مسائل تک محدود کر کے پورے تصورِ اجتہاد کو لایعنی بلکہ مذاق بنا رکھا ہے۔ کس قدر عجیب بات ہے کہ اجتہاد کے دعویدار اُمّت کے زندہ اور اہم مسائل کو شجرِ ممنوعہ سمجھنے لگیں۔ غالباً یہ قوم کی ذہنی اور جسمانی غلامی کا نتیجہ ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾
وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ﴿۸۶﴾
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا
رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿۸۷﴾ ع ۱۱ / ۸
فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ

اُس میں سے حصّہ پائے گا۔ اور اللہ تو ہر چیز پر قادر اور ہر چیز پر نظر رکھنے والا ہے[1] ﴿۸۵﴾

اور جب تمھیں سلام کیا جائے تو تم اُس سے بہتر طریقہ پر سلام (احترام) کرو۔ یا کم از کم اُسی طرح کا سلام پلٹا دو۔ اور یقیناً اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے ﴿۸۶﴾ اللہ تو وہ ہے جس کے سوا کوئی خدا ہے ہی نہیں۔ وہ تم سب کو قیامت کے دن یقیناً اِکٹھا کرے گا۔ جس کے آنے میں کوئی شک و شبہ ہے ہی نہیں (کیونکہ) اللہ سے زیادہ بات کا سچّا کون ہو سکتا ہے؟ (یا) اللہ سے بڑھ کر سچّی بات کِس کی ہو سکتی ہے؟ ﴿۸۷﴾

پھر تمھیں یہ کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں تم دو[2] گروہوں میں بٹ گئے ہو۔ (کوئی تو کہتا

---

[1] کیونکہ پچھلی آیت میں یہ فرمایا تھا: "کہ آپؐ پر صرف آپؐ کی ذات ہی کی ذمّہ داری ہے" تو اس سے اس غلط فہمی کا امکان تھا کہ لوگ دوسروں کی طرف سے بالکل ہی لاپرواہ نہ ہو جائیں اس لئے اس آیت میں دوسروں کو اچھے کاموں کی ترغیب دینے کا نتیجہ اور ثواب بیان فرما دیا۔ مقصد یہ ہے کہ ہم دوسروں کو بھلائی کی ترغیب ضرور دیں تاکہ ان کی نیکی سے ہم کو بھی اچھا بدلہ ملے۔ لیکن دوسروں کے اثر نہ لینے پر ہماری کوئی ذمہ داری نہیں۔ دوسروں کو بھلائی کی ترغیب دینے کا بہترین طریقہ خود اچھے کام کرنا اور خود قربانی دیتے ہوئے دوسروں کو تعاون کی دعوت دینا ہے۔

www.drhasanrizvi.org

اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾
وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا
تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

ہے کہ اِن جنگ سے بھاگنے والے منافقوں کو قتل کر دیا جائے اور کوئی کہتا ہے کہ اِن کو چھوڑ دیا جائے)۔ حالانکہ جو بُرائیاں اُنھوں نے کمائی ہیں، اُس کے سبب خدا اُن کو (کُفر ہی کی طرف) اُلٹا پھیر چُکا ہے۔ اَب تم کیا یہ چاہتے ہو کہ جسے خدا گمراہی میں چھوڑ چکا ہو، تم اُسے سیدھے راستے پر لے آوٴ؟ حالانکہ خدا جسے گمُراہی میں چھوڑ دے، اُس کے لئے تم ہرگز کوئی راستہ نہیں پا سکتے۔ (یعنی تم اُسے سیدھے راستے پر نہیں لا سکتے۔ نیز معلوم ہوا کہ خدا ہماری اپنی بُرائیوں کے سبب ہم کو گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے) ﴿۸۸﴾ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ خود کافر ہیں، کاش اُسی طرح تم بھی حق کے مُنکر بن جاوٴ۔ تاکہ تم اور وہ سب کے سَب برابر ہو جائیں۔ لہٰذا اُن میں سے

www.drhasanrizvi.org

کسی کو بھی اپنا مددگار، دوست یا سرپرست نہ بناؤ۔
جب تک کہ وہ لوگ اللہ کی راہ میں ہجرت کر
کے نہ آجائیں، یا اللہ کے لئے اپنے موجودہ مرکز
یا طرزِ فکر و عمل کو نہ چھوڑ دیں۔ لیکن اگر وہ اِس
بات سے مُنہ موڑ لیں تو پھر اُن کو پکڑو اور اُن
کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو[1]۔ اور اُن میں سے کسی
کو بھی اپنا دوست، سرپرست یا مددگار نہ
بناؤ ﴿۸۹﴾ سِوا اُن کے جو کِسی ایسی قوم سے تعلّق
رکھتے ہوں جن سے تمھارا کوئی مُعاہدہ ہو۔ یا
اُن کے سِوا جو خود تمھارے پاس اِس حالت میں
آتے ہیں کہ اُن کے دِل اِس بات سے گھُٹتے
اور اُلجھتے ہیں کہ وہ تم سے لڑائی لڑیں۔ وہ نہ تو
تم سے ہی لڑنا چاہتے ہیں اور نہ ہی اپنی قوم سے

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ
وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٨٩﴾
اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ
اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ
يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ

[1] یاد رہے کہ یہ کوئی عام حکم نہیں ہے۔ کافروں کی اس خاص جماعت کو یہ سزا سنائی جارہی ہے جو جنگ سے پہلے تو خود کو مسلمان ظاہر کرتے تھے لیکن عین جنگ کے وقت کفر کا اعلان کر کے کافروں سے مل گئے۔ یا ہجرت نہ کر کے مسلمانوں کے خلاف عملی طور پر کافروں کی مدد کرنے لگے۔

لڑنا چاہتے ہیں۔ اگر اللہ چاہتا تو اُنھیں تم پر قابُو
دے دیتا اور وہ تم سے جنگ لڑتے۔ (مگر اَب)
اُنھوں نے تمھاری طرف صُلح کا ہاتھ بڑھا رکھا ہے۔
تو اللہ تمھیں اُن کے خلاف کِسی قدم اُٹھانے کا
راستہ (اِجازت) نہیں دیتا[لہ] ﴿۹۰﴾
عنقریب تم کچھ لوگ اَیسے بھی پاؤ گے جو یہ تو
چاہتے ہیں کہ (فی الحال) تم سے بھی محفوظ رہیں
اور اَپنی قوم سے بھی محفوظ رہیں۔ لیکن جب بھی
بدمعاشی اور فِتنہ پردازی کا کوئی بھی مَوقع پائیں
تو اُس میں کُود پڑیں۔ اَیسے لوگ اگر تم سے الگ
نہ رہیں اور تمھاری طرف صُلح کے لئے ھاتھ نہ
بڑھائیں اور تم سے (جنگ کرنے سے) اَپنے ہاتھ
بھی نہ روکیں، تو پھر اُنھیں پکڑ لو، اور اُنھیں

فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا
اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ﴿۹۰﴾
سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّاْمَنُوْكُمْ وَيَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ۭ
كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِيْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا
اِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ

لہ اسلام کی صلح پسندی ملاحظہ فرمائیں
اسلام تو ایسے کافروں تک سے جنگ کی اجازت
نہیں دیتا جو مسلمانوں سے جنگ کرنا ہی نہ چاہیں۔
جو جنگ سے نفرت کریں اور صلح پسند ہوں۔

ع ۱۲ / ۹

ثَقِفْتُمُوهُمْ ۚ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ﴿۹۱﴾

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَنْ
قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ
إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ
لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ ۖ وَإِنْ كَانَ

جہاں بھی پاؤ مار ڈالو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ہم
نے تمھیں قابو پانے کی کھلی اِجازت دیدی ہے[۱] ﴿۹۱﴾
اور کسی مومن کا یہ کام ہی نہیں ہے کہ وہ
کِسی دوسرے مومن کو قتل کر ڈالے۔ سِوا اِس
کے کہ اَنجانے میں غلطی سے اَیسا ہو جائے۔ اور جو
شخص کِسی مومن کو غلطی سے اَنجانے میں بھی قتل
کر دے، تو اُس کا کفّارہ یہ ہے کہ کِسی ایک مسلمان
غلام کو آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو خوں بہا
بھی اَدا کرے۔ سِوا اِس کے کہ مقتول کے وارث خوں بہا
معاف کر دیں۔ ہاں اگر وہ کسی اَیسی جماعت میں
سے ہے جو تمھاری دُشمن ہے مگر وہ قتل ہونے
والا مسلمان ہے، تو وہ صرف ایک مسلمان غلام کو
آزاد کرے (خوں بہا دینے کی ضرورت نہیں) اور

---

[۱] یعنی ایسے کافر جو دل کے کھوٹے ہیں اور صرف وقتی طور پر کھلی جنگ کرنے سے کتراتے ہیں اور صرف منافقانہ چال کے طور پر نہ تو مسلمانوں سے دوستی کرتے ہیں اور نہ کافروں سے۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ فتح کس کی ہوگی؟ بس اِسی انتظار میں ہیں کہ ذرا مسلمان کمزور پڑیں تو ہنگامہ کھڑا کر کے اس میں کود پڑیں اور پھر عملاً ایسا موقع پاتے ہی مسلمانوں سے جنگ بھی شروع کر دیں۔ پھر نہ تو صلح کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہیں اور نہ مسلمانوں سے الگ ہی رہتے ہیں تو ایسے بدمعاشوں کی سزا پکڑ کر قتل کرنے کے سوا اور ہو بھی کیا سکتی ہے؟

www.drhasanrizvi.org

مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ
إِلٰٓى أَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ
اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿٩٢﴾
وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا
وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَأَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿٩٣﴾
يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا

اگر وہ مقتول کِسی اَیسی غیر مُسلم قوم کا آدمی تھا جِس
سے تمھارا معاہدہ ہو' تو اُس کے وارثوں کو خوں بہا[1]
بھی دِیا جائے گا اور کِسی مسلمان غلام کو آزاد بھی
کرنا ہوگا۔ پھر اگر وہ آزاد کرنے کے لئے کوئی غلام
یا مال نہ پائے تو متواتر دوٗ[2] مہینے کے روزے رکھے۔
یہ ہے اِس گُناہ پر اللہ سے توبہ کرنے کا طریقہ۔ اور
اللہ تو سب کچھ جاننے والا اور ٹھیک ٹھیک کام
کرنے والا ہے ﴿۹۲﴾ اور جو کِسی مسلمان کو جان بُوجھ
کر قتل کرے تو اُس کی سزا جہنم[3] ہے' جِس میں وہ
ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اُس پر اللہ کا غضب
اور اُس کی لعنت بھی ہوگی۔ اور اللہ نے اُس
کے لئے بہت ہی سخت سزا تیار کر رکھی ہے ﴿۹۳﴾
اَے اِیمان لانے والو! جب اللہ کی راہ میں

---

[1] بے ارادہ قتل میں بھی کوئی نہ کوئی کم توجہی غفلت' اور غلطی ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے خونبہا بھی دینا ہوتا ہے اور ایک غلام بھی آزاد کرنا پڑتا ہے۔ اگر ورثا خوں بہا معاف بھی کردیں تو بھی ایک غلام تو آزاد کرنا ہی ہوگا۔ یا پھر دوٗ مہینے متواتر روزے رکھنا پڑیں گے۔ لیکن اگر مقتول کے سب ورثا کافر اور دشمن ہیں اور ان سے مسلمانوں کا کوئی معاہدہ بھی نہیں ہے تو ایسی صورت میں خوں بہا نہیں دینا ہوگا' مگر کفارہ پھر بھی ادا کرنا پڑے گا۔ لیکن اگر کافروں سے مسلمانوں کا کوئی معاہدہ ہے تو پھر ان کے وہی حقوق ہیں جو کسی مسلمان کے ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے کسی آدمی کو غلطی سے قتل کرنے پر بھی خون بہا دینا ہوگا اور ایک غلام کی آزادی یا دوٗ مہینے کے متواتر روزوں کا کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا۔ یہ ہے اسلام میں غلطی سے ایک انسان کی زندگی لینے کی سزا۔

---

[3] عملی گناہوں میں کوئی اور ایسا گناہ نہیں جس میں ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنے کی سزا سنائی گئی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنا خدا کی نگاہ میں کتنا بڑا جرم ہے۔

www.drhasanrizvi.org

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا
تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ
كَثِيرَةٌ كَذَٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ
فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۹۴﴾
لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ

سفر یا جہاد کے لئے نکلو تو اچھی طرح جانچ پڑتال کر
لیا کرو (کہ کون دوست ہے اور کون دشمن ہے)
اور ہر اُس شخص سے جو تمھیں سلام کرے یہ نہ
کہہ دیا کرو کہ تُو مسلمان نہیں ہے۔ اگر تم دُنیا کی
زندگی کے سامان اور فائدے چاہتے ہو تو اللہ کے
پاس تمھارے لئے بہت سے بڑے فائدے اور
اَموالِ غنیمت موجود ہیں۔ آخر تم خود بھی تو اِسی
حالت (کُفر) میں پہلے رہ چکے تھے۔ اِس کے بعد
اللہ نے تم پر اِحسان کیا۔ لہٰذا جانچ پڑتال کر
لیا کرو۔ یقین جانو کہ تم جو کچھ بھی کرتے ہو خدا
اُس سے اچھی طرح واقف ہے ﴿۹۴﴾

مسلمانوں میں وہ لوگ جو کِسی بیماری یا معذوری
کے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں اور وہ جو اپنے مالوں

www.drhasanrizvi.org

اور جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں،
برابر نہیں ہیں۔ اللہ نے (گھر) بیٹھنے والوں کے
مقابلے میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرنے
والوں کا درجہ بہت بڑا رکھا ہے۔ یوں تو ہر ایک
سے خدا نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے[1]، لیکن جہاد
کرنے والوں کو گھر بیٹھنے والوں پر بہت ہی بڑے
اجر کے ساتھ فضیلت دی ہے (یا) اُن کی خدمات
کا معاوضہ بہت زیادہ ہے ﴿۹۵﴾ اُن کے لئے اللہ
کی طرف سے بڑے بڑے درجے ہیں۔ مزید یہ کہ
اُن کے لئے خدا کی بخشش، معافی اور رحمت ہے۔
۱۳ ع ۵ ۱۰ اور اللہ تو ہے ہی بڑا بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ﴿۹۶﴾
جن لوگوں کی روحیں فرشتوں نے قبض
کیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر گناہ کرکے

وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ
فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى
الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ
اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾
دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
۱۳ ع غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ ۱۰
اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا

[1] خدا کا یہ فرمانا کہ: "یوں تو ہر ایک سے خدا نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے" بتاتا ہے کہ جب حقیقی اسلامی حکومت کو جہاد کے لئے تمام مسلمانوں کی ضرورت نہ ہو بلکہ جماعت کا صرف ایک حصہ درکار ہو تو جہاد کے لئے نہ نکلنے والے گناہگار نہ ہوں گے۔ اگر وہ دوسرے نیک کام انجام دے رہے ہوں گے تو اس کا ثواب پائیں گے۔ مگر جہاد کے لئے نکلنے والے بہت افضل اور اعلیٰ ترین اجر کے مستحق ہوں گے۔ (از تفسیر تبیان)

ظُلم کر رہے تھے اور فرشتوں نے اُن سے پُوچھا: یہ تم
کِس حال میں تھے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ ہم زمین پر
بے بس، کمزور اور مجبُور تھے۔ تو فرشتوں نے کہا:
کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرتؔ
کرجاتے؟ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنّم ہے
اور وہ تو بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے (۹۷) مگر مَردوں،
عورتوں اور بچّوں میں سے وہ واقعی مجبُور اور
بے بس جو نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ ہی نہیں
پاتے (۹۸) تو بہت ممکن ہےؔ کہ خدا اُنھیں معاف
کردے (کیونکہ) اللہ بہت معاف کرنے والا اور
بہت بخشنے والا ہے (۹۹) اور جو کوئی اللہ کی راہ
میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ لینے کے لیے بہت
جگہ اور رہنے سہنے کے لئے بڑی گنجائش پائے گا۔

فِيْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا
اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُھَاجِرُوْا فِيْھَا ۭ فَاُولٰۗىِٕكَ
مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا (۹۷)
اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا (۹۸)
فَاُولٰۗىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْھُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا (۹۹)
وَمَنْ يُّھَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا
كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُھَاجِرًا اِلَى

لئے بُرے ماحول میں اگر مسلمان اپنے دینی نظریات واعمال پر کاربند رہ سکتا ہے تو وہاں رہے۔ لیکن اگر یہ بات ممکن نہ ہو تو ہجرت کرنا ضروری ہے۔ ہجرت نہ کرنے کی صورت میں وہ اسی باطل پرست جماعت کا ساتھی قرار دیا جائے گا۔

۷۲ "بہت ممکن ہے" کا لفظ شاید اس لئے استعمال فرمایا ہے کہ اکثر انسان واقعی مجبور نہیں ہوتا۔ صرف سستی، خوف، جائداد واملاک، عیش پسندی، دنیوی فائدوں کے دھوکے میں خود کو مجبور سمجھتا ہے۔ لیکن شیخ طوسی نے تفسیر تبیان میں اس لفظ "بہت ممکن ہے" کا مطلب "لازماً ایسا ہوگا۔" بتایا ہے۔ کیونکہ خدا کے ہاں شک و شبہ کی تو کوئی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی۔

اور جو اَپنے گھر سے اللہ اور رسولؐ کی طرف ہجرت
کر کے نِکلے، پھر راستے ہی میں اُسے مَوت آجائے،
تو اُس کا اَجر اللہ کے ذمّہ واجب ہو گیا؎۔ اللہ تو
بہت معاف کرنے والا اور مسلسل بڑا رحم کرنے
ع ۱۴ والا ہے ﴿۱۰۰﴾

اور جب تم سفر کرو تو اِس میں کوئی حرج
نہیں کہ نماز قصر (کم) کر دوؔ۔ (خاص طور پر
جب یہ خوف ہو کہ کافر تمھیں نقصان پہنچائیں
گے۔ یقیناً کافر تمھارے کھُلے ہوئے دُشمن ہیں ﴿۱۰۱﴾

اور جب آپؐ مسلمانوں کے درمیان ہوں اور
(حالتِ جنگ میں) اُنھیں نماز پڑھانے کھڑے
ہوں تو چاہیئے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ
تمھارے ساتھ اَپنے ہتھیار لئے ہوئے (نماز کے

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ
عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾
وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ
تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ڰ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾
وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ
مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا

؎ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان اگر کوئی نیک کام شروع کر دے مگر اُس کو کسی بھی وجہ سے پُورا نہ کر سکے تو اُس کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی یہ اللہ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے اسی لئے حدیثوں میں آیا ہے کہ: "انسان جب کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے اُسی وقت پورے عمل کا پورا ثواب اُس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیا جاتا ہے"۔

---

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

مِن وَّرَآئِكُمْ ۪ وَلْتَأْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا
مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ
مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ
مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا
حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۰۲﴾

لئے) کھڑے ہوں۔ پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو یہ
لوگ پیچھے چلے جائیں اور دوسرے لوگ جنھوں نے
ابھی نماز نہیں پڑھی ہے آجائیں اور آپؐ کے
ساتھ نماز پڑھیں۔ اور یہ لوگ بھی اپنی حفاظت
کا سامان اور ہتھیار لئے رہیں۔ کیونکہ کافروں
کی تو یہ تمنّا ہے کہ تم اَپنے ہتھیاروں اور سامانوں
سے ذرا غافل ہو جاؤ تو وہ تم پر ایک دم ٹُوٹ
پڑیں۔ لیکن اگر تمھیں بارش کے سبب تکلیف ہو
یا تم بیمار ہو، تو پھر اِس میں کوئی حرج بھی
نہیں کہ تم اپنے ہتھیاروں کو اُتار کر رکھ دو۔
مگر اپنی حفاظت کا پُورا خیال رکھو۔ یقین رکھو
کہ اللہ نے کافروں کے لئے بڑی ذلیل کرنے والی
سزا تیار کر رکھی ہے[1] ﴿۱۰۲﴾ پھر جب تم نماز پڑھ

[1] یعنی یہ احتیاط تو صرف دنیوی تدبیر ہے۔ ورنہ اصل فتح وشکست، ذلت اور عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے، جو پوری طرح آخرت ہی میں ظاہر ہوگی۔ اور یہ بات قطعاً یقینی ہے کہ منکرینِ حق کو بالآخر ذلیل وخوار کرنے والی دائمی سزا کا مزہ چکھنا ہے۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دنیا کی تدبیر دنیا ہی کے اصولوں پر کرنی ضروری ہے۔

(۳) تیسرے نماز اور نمازِ جماعت کی اہمیت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ حالتِ جنگ تک میں بھی اس کو ترک نہیں کیا جاسکتا۔ اس طرح کی نماز کو نمازِ خوف کہتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.org

چکو تو کھڑے، بیٹھے اور کروٹ (کروٹ) اللہ کو یاد کرتے رہو۔ اور جب تمھیں اطمینان حاصل ہو جائے تو پوری نماز ادا کرو۔ بے شک نماز ایک ایسا فریضہ ہے جو وقت کی پابندی کے ساتھ مومنین پر لازم کیا گیا ہے (۱۰۳)

کافر قوم کا پیچھا کرنے میں سستی نہ کرو۔ اگر تمھیں تکلیف پہنچتی ہے تو انھیں بھی ویسی ہی تکلیفیں پہنچتی ہیں جیسی تمھیں پہنچتی ہیں۔ لیکن تمھیں اللہ سے وہ (اجرِ عظیم کی) امید ہے جو انھیں نہیں ہے۔ اور اللہ تو سب کچھ جاننے والا اور ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے (۱۰۴)

ع ۱۵
۱۲

اس میں کوئی شک ہی نہیں ہے کہ ہم نے آپؐ پر یہ کتاب حق اور سچائی کے ساتھ اتاری

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّ
عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ
اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا
مَّوْقُوْتًا (۱۰۳)
وَلَا تَهِنُوْا فِى ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ
فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا
لَا يَرْجُوْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا (۱۰۴) ع
اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ

ك ۱۰۴ کافر تو دنیا کے وقتی فائدوں کے لئے جنگ کی تکلیفیں اٹھائیں تو مسلمانوں کو آخرت کے ابدی اور عظیم اجر کے لئے ایسی تکلیفیں اٹھانے سے ہرگز نہ کترانا چاہیے۔

مسلمان کی سب سے بڑی قوت یہ ہے کہ اسے ہر وقت خدا سے بہتری اور اجر کی امید رہتی ہے اس لئے وہ کبھی احساس محرومی کا شکار نہیں ہوتا۔ بقول ڈاکٹر اقبال ؎

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

حضرت امام زین العابدینؑ نے فرمایا: "حقیقت میں بدقسمت انسان تو وہ ہے جو تکلیف پہنچنے پر خدا پر اعتراض کرے اور اس طرح تکلیف بھی اٹھائے اور اجر سے بھی محروم رہے۔"

www.drhasanrizvi.org

ہے ۔ تاکہ جو راستہ خدا نے آپؐ کو دِکھا دیا ہے اُس
کے مطابق آپؐ لوگوں میں فیصلہ کریں ۔ اور آپؐ
بے اِیمان لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والے نہ
بنیں (۱۰۵) ہاں اللہ سے معاف کرنے کی سفارش
کریں ۔ یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا بڑا رحم کرنے
والا ہے[۱] (۱۰۶) اور آپؐ اُن لوگوں کی حمایت میں
بحث و مباحثہ اور وکالت نہ کریں جو خود اپنے ساتھ
خیانت کرتے ہیں ۔ یقین جانیں کہ اللہ کسی بھی
خیانت کرنے والے گنہ گار کو پسند نہیں کرتا (۱۰۷)
یہ لوگ اِنسانوں سے تو اپنی حرکتیں چھپا سکتے
ہیں مگر خدا سے نہیں چھُپا سکتے ۔ خدا تو اُس
وقت بھی اُن کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے جب وہ
راتوں کو چھُپ چھُپ کر اُس کی مرضی کے خِلاف

بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ۭ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَاۗىِٕنِيْنَ خَصِيْمًا ۝۱۰۵ۙ
وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۱۰۶ۚ
وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝۱۰۷ۚ
يَّسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ وَ
ھُوَ مَعَھُمْ اِذْ يُبَيِّتُوْنَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۭ وَ

[۱] ایک انصاری کی زرہ کسی مسلمان نے چُرالی تھی مگر تلاش کرنے پر ایک یہودی کے گھر سے نکلی یہودی نے کہا کہ مجھے تو مسلمان نے دی تھی مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم سب مل کر رسولؐ کے سامنے یہ گواہی دیں گے کہ ہمارا مسلمان ساتھی چور نہیں ہے تو رسولؐ ہماری ہی حمایت فرمائیں گے اور اس طرح یہودی کو چوری کے الزام میں پھنسا دیں گے ۔ اس پر اللہ نے یہ آیتیں نازل فرما کر حضورؐ کو بتا دیا کہ چور یہودی نہیں بلکہ مسلمان ہے ۔ (ملخص از موضح القرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ (۱) غلط طریقوں سے اپنوں کی مدد کرنا خدا کو ہرگز پسند نہیں ہے ۔

(۲) کافر تک پر جھوٹا الزام لگانا خدا کو سخت ناپسند ہے ۔

(۳) خدا کو انصاف کرنا سب سے زیادہ عزیز ہے ۔

(۴) صحابہ کرام میں بعض افراد اسلامی تعلیمات کی روح سے کتنے غافل تھے اس کا اندازہ بھی اس آیت سے اچھی طرح لگایا جا سکتا ہے ۔

(۵) خدا نے اصحاب کے عیوب کو چھپانا پسند نہیں فرمایا بلکہ یہودیوں کے مقابلے پر اُن کے عیوب کو بیان فرما دیا ۔ معلوم ہوا کہ کوئی طبقہ تنقید سے بالاتر قرار نہیں دیا جا سکتا ۔

(۶) خدا نے حضورؐ کو مجرم مسلمانوں کی حمایت سے روک دیا ۔ ہاں خدا سے معافی کی سفارش کرنے کا حکم دیا ۔ معلوم ہوا کہ رسولؐ کا استغفار یا معافی طلب کرنا خود اپنے لئے نہیں ہوا کرتا بلکہ امت کے لئے ہوا کرتا ہے ۔

باتیں بناتے ہیں اور اللہ اُن کی حرکتوں پر پُوری
طرح حاوی ہے[1] ﴿۱۰۸﴾ اچھا، اگر تم لوگوں نے اِس
دُنیا کی زندگی میں اُن (مسلمانوں) کی طرف سے
جھگڑا اور بحث مباحثہ کر بھی لیا، تو قیامت کے
دن اللہ سے اُن کی طرف سے جھگڑا اور بحث
مباحثہ کون کرے گا؟ اور وہاں اُن کا وکیل
کون بنے گا؟[2] ﴿۱۰۹﴾ اگر کوئی شخص بھی کوئی بُرا کام
کر گزرے یا (اِس طرح) اَپنے اُوپر ظلم کر جائے
اور اُس کے بعد اللہ سے معافی کی درخواست
کرے، تو وہ خدا کو بہت معاف کرنے والا اور
بے حد رحم کرنے والا پائے گا ﴿۱۱۰﴾ اور جو کوئی
بھی گناہ کرتا ہے تو وہ صرف اپنا ہی نقصان
کرتا ہے۔ اور اللہ تو سب کچھ جاننے والا اور

كَانَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطًا ﴿۱۰۸﴾
هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ جٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۟ فَمَنْ يُّجَادِلُ اللّٰهَ عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَمْ مَّنْ يَّكُوْنُ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ﴿۱۰۹﴾
وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾
وَمَنْ يَّكْسِبْ اِثْمًا فَاِنَّمَا يَكْسِبُهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱۱﴾

---

[1] یعنی خدا تو ان مسلمانوں کے رات کے ان مشوروں کے وقت بھی ان کے ساتھ موجود تھا جب وہ مسلمان چور کے بجائے یہودی کو پھانسنے کے لئے جھوٹی گواہی دینے کی باتیں کر رہے تھے۔

[2] خدا کا "تم لوگ" کہہ کر یہ سوال کرنا صاف بتاتا ہے کہ اس بے ایمان مسلمان کی حمایت مسلمانوں نے کی تھی حضورؐ نے کسی قسم کی کوئی حمایت نہ فرمائی تھی۔ ورنہ واحد کے صیغوں میں خطاب ہوتا۔

www.drhasanrizvi.org

وَمَن يَكْسِبْ خَطِيٓـَٔةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِۦ بَرِيٓـًٔا فَقَدِ ٱحْتَمَلَ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿۱۱۲﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُۥ لَهَمَّت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَىْءٍ ۚ وَأَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿۱۱۳﴾

ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے ﴿۱۱۱﴾ اور جو کوئی بھی (بلا جانے) غلطی کرے یا (جان بوجھ کر) گناہ کرے اور پھر اُس کو کسی بے قصور کے سر تھوپ دے، تو اُس نے ایک بہت بڑا جھوٹا (اِلزام) لگایا اور کھلے ہوئے گناہ کا بوجھ اُٹھایا ﴿۱۱۲﴾

اور اگر آپؐ پر اللہ کا فضل و کرمؐ اور رحمت نہ ہوتی تو اُن مسلمانوں میں کا ایک گروہ تو یہ چاہتا تھا کہ آپؐ کو گمُراہ کردے۔ لیکن حقیقت میں وہ خود اَپنے ہی کو گمُراہ کر رہے تھے، اور آپؐ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ (کیونکہ) اللہ نے تو آپؐ پر اَپنی کتاب اور حکیمانہ راز (پہلے ہی) اُتار دئے ہیں، اور آپؐ کو وہ سب کچھ بتا دیا ہے جو آپؐ نہیں جانتے تھے۔ آپؐ پر تو اللہ کا فضل و کرم

لہ معلوم ہوا کہ کسی پر ظلم و ستم کرنے سے بچ جانا بھی اللہ کے بہت بڑے فضل و کرم کے سبب سے ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا نے حضورؐ کو حقیقتِ حال سے خبردار فرما دیا تھا اس لئے حضورؐ نے یہودی کے خلاف فیصلہ نہ دیا۔

دوسرے یہ معلوم ہوا کہ علمِ غیب خدا جسے بھی عطا فرماتا ہے اس پر خدا کا بہت بڑا فضل و کرم ہوتا ہے۔

نیز خدا کا یہ فرمانا کہ: "حقیقت میں وہ خود اپنے ہی کو گمراہ کر رہے تھے اور آپؐ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے"۔ بتاتا ہے کہ جھوٹی گواہی کے ذریعہ اگر انسان خود کو بچا بھی لے جائے تو بھی حقیقت میں وہ خود ہی گمراہ ہو جاتا ہے اور اپنا ہی نقصان کرتا ہے، حاکمِ شرع کا نقصان نہیں کرتا۔ کیونکہ ایسی جھوٹی گواہی دینے والے کو اپنے اس گناہ کی بھی سزا بھگتنی ہوگی جو اس نے دوسرے کے سر تھوپا۔ اور حاکمِ شرع کو دھوکہ دینے کی سزا بھی بھگتنی ہوگی اور اس بے گناہ کو سزا دلوانے کی سزا بھی بھگتنی ہوگی۔

www.drhasanrizvi.org

بہت ہی زیادہ ہے ﴿۱۱۳﴾

وہ لوگ چپکے چپکے[1] ایک دوسرے کے کانوں میں جو باتیں کرتے ہیں اُن میں زیادہ تر باتوں میں اچھائی یا بھلائی کی کوئی بات نہیں ہوتی' سوا اِس کے کہ کبھی کوئی چپکے سے کسی کو نیکی یا صدقہ خیرات کرنے کی ترغیب دے یا لوگوں کے درمیان اصلاح یا صلح صفائی کرانے کی بات چیت کرے۔ اور جو کوئی اللہ کو راضی کرنے کے لئے ایسا کرے تو ہم اُس کو بہت ہی بڑا ثواب عطا کریں گے ﴿۱۱۴﴾ مگر جو شخص صحیح راستہ کو واضح طور پر جان لینے کے بعد بھی رسولؐ کی مخالفت کرے اور ایمان والوں کے راستہ کے خلاف راستہ چلے تو پھر ہم بھی اُسے اُسی طرف جانے دیں گے جدھر

لَاخَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ

[1] عام طور پر چپکے چپکے جو باتیں کانوں میں کی جاتی ہیں وہ کسی کے خلاف سازش ہی ہوا کرتی ہیں جیسے کہ اس واقعہ میں مسلمانوں نے یہودی کو پھنسانے کی سازش کی۔ اس لئے ایسی باتوں کی عام مذمت کی جا رہی ہے۔ لیکن یہی چپکے چپکے باتیں اچھے کاموں کے لئے ہوں تو بہت ہی بڑی نیکی بن جاتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ اصلاً کوئی عمل بُرا نہیں ہوتا یہ دیکھا جائے کہ وہ عمل کس مقصد اور کس نیت سے کیا جا رہا ہے اس پر اس کے اچھے یا بُرے ہونے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

www.drhasanrizvi.org

وہ از خود پھر گیا ہے۔[1] اور اس طرح اُسے جہنّم تک پہنچا دیں گے، جو بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے ﴿۱۱۵﴾ بے شک اللہ اِس بات کو نہیں معاف کرے گا کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے۔ مگر اِس سے کم جو (گناہ) بھی ہو اُسے، جس کے لئے چاہے گا، معاف کر دے گا۔ (کیونکہ) جس نے بھی اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک ٹھہرایا تو وہ گمراہی میں بہت ہی دُور نکل گیا ﴿۱۱۶﴾ وہ (مُشرک) اللہ کو چھوڑ کر کچھ زنانی دیویوں کو خدا سمجھ کر پُکارتے ہیں۔ (حقیقت میں) وہ اُسی سرکش شیطان کو پُکارتے ہیں ﴿۱۱۷﴾ جس پر اللہ نے لعنت کی تھی اور جس نے اللہ سے کہا تھا: میں تیرے بندوں میں سے اپنا ایک مقرّر حصّہ ضرور لے کر رہوں گا ﴿۱۱۸﴾

ع ۱۷/۱۴

نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾

منزل ۱

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾

[1] معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا ہر اجماعی فیصلہ خدا کی مرضی نہیں ہوا کرتا جب تک وہ حکمِ رسولؐ کے مطابق نہ ہو۔ اس لئے کہ اس آیت میں دو شرطیں لگائی گئی ہیں۔ "رسولؐ کی مخالفت کرے اور ایمان والوں کے راستے کے خلاف چلے"۔ اس لئے بعض مفسرین کا اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ "جس بات پر بھی مسلمانوں کا اجماع ہو جائے وہی اللہ کی مرضی ہے"۔ خود اسی آیت کے الفاظ اور شانِ نزول دونوں کے خلاف ہے۔ الفاظ میں صرف ایمان والوں کے راستے ہی کا ذکر نہیں، اس سے پہلے رسولؐ کی مخالفت سے بھی روکا گیا ہے اور اس آیت کے شانِ نزول کے واقعہ میں بھی مسلمانوں ہی نے یہودی کو پھنسانے پر اور رسولؐ کے سامنے جھوٹی گواہی دینے پر اجماع اور اتفاق کیا تھا۔ اسی بات کی مذمت میں تو یہ تمام آیات اُتری ہیں پھر اسی آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ "مسلمانوں کا ہر اجماع اللہ کی مرضی ہے"۔ خود انہیں آیتوں کے عین خلاف ہے۔ مسلمانوں کا وہ اجماع جو رسولؐ کی تعلیم اور ہدایات کے خلاف ہو خدا کی مرضی نہیں ہو سکتا۔

نیز یہ کہ آیت کے آخری حصے نے واضح کر دیا کہ خدا صرف انہیں لوگوں کو گمراہی میں چھوڑ دیا کرتا ہے "جو صحیح راستے کو پوری طرح جان بوجھ کر چھوڑ دیتے ہیں اور رسولؐ اور مسلمانوں کی مخالف راہ از خود اختیار کرتے ہیں"۔ معلوم ہوا کہ ہر انسان اپنے عمل میں خود مختار ہے، مجبور نہیں ہے۔ اور خدا از خود کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ وہ صرف از خود گمراہی اختیار کرنے والوں کو گمراہیوں میں چھوڑ دیا کرتا ہے۔ یعنی گمراہی کے ان اسباب سے جو خود لوگوں نے فراہم کئے ہوتے

www.drhasanrizvi.org

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿١١٩﴾

ہیں اُنھیں ضرور گمراہ کرکے چھوڑوں گا (اِس طرح کہ) میں اُنھیں اُن کی آرزوؤں اور لمبی لمبی تمنّاؤں میں اُلجھا دُوں گا اور پھر اُنھیں حکم دُوں گا تو وہ جانوروں کے کانوں کو پھاڑ ڈالیں گے (اور اِس طرح اُن کو دیوتاؤں کے نام پر چھوڑ دیں گے اور مقدّس سمجھنے لگیں گے) پھر اُنھیں حکم دوں گا تو وہ اللہ کی بناوٹ ہی کو بدل ڈالیں گے (یعنی چیزوں سے وہ کام لیں گے جن کے لئے خدا نے اُنھیں پیدا ہی نہیں کیا۔ مُراد غلط استعمال ہے) تو جو بھی اللہ کو چھوڑ کر اِس شیطان کو اپنا سرپرست بنائے گا تو وہ کُھلا ہوا نقصان اُٹھائے گا ﴿١١٩﴾

شیطان تو اُن لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور اُنھیں طرح طرح کی جھوٹی اُمیدیں دِلاتا ہے، مگر

www.drhasanrizvi.org

يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾
اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۖ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۚ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾
لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۗ مَنْ يَّعْمَلْ

شیطان کے سارے کے سارے وعدے سِوا دھوکے کے کچھ بھی تو نہیں ہوتے[1] ﴿۱۲۰﴾ ان لوگوں کا (جو اُس کے وعدوں کو مان لیتے ہیں) ٹھکانا جہنّم ہے۔ اور وہ لوگ اُس سے چھٹکارا پانے کا کوئی بھی طریقہ نہ پائیں گے ﴿۱۲۱﴾ رہے وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے تو اُنھیں ہم عنقریب ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ وہیں رہیں گے۔ یہ اللہ کا سچّا وعدہ ہے۔ اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنی بات کا سچّا ہوگا ﴿۱۲۲﴾

نہ تو تمھاری آرزوؤں ہی سے کچھ ہوتا ہے اور نہ اہلِ کتاب کی تمنّاؤں سے کچھ ہو سکتا ہے۔ (ہونا تو بس یہ ہے کہ) جو کوئی بھی بُرائی کرے گا

---

[1] شیطان کا تو سارا دھندا ہی جھوٹے وعدوں اور جھوٹی امیدوں کے دلانے پر چلتا ہے۔ وہ کسی کو دولت کے سبز باغ دکھاتا ہے تو کسی کو اقتدار کے خواب دکھاتا ہے۔ کسی سے یہ جھوٹے وعدے کرتا ہے کہ مرنے کے بعد نہ کوئی جنّت ہے نہ جہنّم۔ ایسے ہی جھوٹے وعدے اور لمبی لمبی اُمیدیں دِلا دِلا کر وہ لوگوں کو خدا اور آخرت سے غافل کر دیتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ: ہر اُمّت کا امتحان کسی نہ کسی چیز سے لیا گیا ہے اور میری اُمّت کا امتحان مال کی محبت اور لمبی لمبی امیدوں کے ذریعہ لیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

www.drhasanrizvi.org

وہ اُس کی سزا پائے گا۔ اور اللہ کے مقابلے پر کسی
کو اپنا سرپرست یا مددگار بھی نہ پائے گا (۱۲۳) اور
جو کوئی بھی نیک کام کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا
عورت، جب کہ وہ مومن بھی ہو تو یہی لوگ جنّت
میں داخل ہوں گے اور اُن پر ذرا سا بھی ظلم نہ
ہو گا (۱۲۴) اور اُس سے بہتر کس کا دین (طریقۂ
زندگی) اچھا ہو گا جو خود کو اللہ کے سپُرد کر دے،
اِس حال میں کہ وہ اچھے کام کرتا رہے اور غلط
راستوں سے ہٹ کر، ابراہیمؑ کے بالکل سیدھے
طریقہ کی پیروی کرے (کیونکہ) اللہ نے ابراہیمؑ کو
اپنا خاص دوست بنایا تھا (۱۲۵) اور جو کچھ آسمانوں
میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (سب کا سب)
اللہ ہی کا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر حاوی ہے[۱] (۱۲۶)

ع ۱۸ ۱۱ ۱۵

سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا
وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾
وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ
نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾
وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ
مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۗ وَاتَّخَذَ
اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ
ع بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾

[۱] کیونکہ کائنات کی ہر چیز اللہ ہی کی ہے اس لئے اللہ ہی کی اطاعت کرنی چاہیے اور کیونکہ اللہ ہر چیز پر حاوی ہے اس لئے اس کی سرکشی کرکے کوئی بھی اس کی پکڑ سے بچ کر کہیں بھی بھاگ نہیں سکتا۔

www.drhasanrizvi.org

لوگ آپؐ سے (یتیم) لڑکیوں کے بارے میں فتویٰ پُوچھتے ہیں۔ کہہ دیجئے اللہ اُن کے بارے میں تمھیں اپنا حُکم بتاتا ہے، جو اُس کی کتاب میں سے تمھیں پڑھ کر سُنایا جاتا ہے۔ (یعنی) وہ احکام جو اُن یتیم لڑکیوں کے بارے میں ہیں۔ جن کا جو حق مقرّر ہے وہ تو تم دیتے نہیں ہو، اور یہ چاہتے ہو کہ اُن سے نکاح کر لو[1] اور وہ احکام (بھی خدا تمھیں بتاتا ہے) جو بے بس لڑکوں کے بارے میں ہیں جو بے چارے بالکل کمزور ہیں۔ اللہ تمھیں حُکم دیتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ اِنصاف کرو۔ اور جو اچھا کام بھی تم کرو گے تو اللہ اُس سے پُوری طرح واقف ہے ﴿۱۲۷﴾

اگر کسی عورت کو اَپنے شوہر کی طرف سے کسی حق تلفی، زیادتی یا بدسلوکی کا خطرہ ہو تو اِس میں

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ ۖ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۙ وَ
مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِي يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِي لَا
تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ
وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتٰمٰى
بِالْقِسْطِ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ﴿۱۲۷﴾
وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا

[1] اس کا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "اور یہ چاہتے ہو کہ اُن کا نکاح نہ ہو"۔ یعنی اگر یتیم لڑکی خوبصورت ہوتی ہے تو خود نکاح کر لینے کے چکر میں آجاتے ہو۔ تاکہ اُسکے مال اور جمال دونوں سے فائدہ اٹھاؤ، لیکن اگر یتیم لڑکی بدصورت ہوتی ہے تو اس کا نکاح کسی طرح ہونے ہی نہیں دیتے تاکہ کوئی اس کا سردھرا نہ پیدا ہو جائے جو اس کے مال اور ورثہ کا مطالبہ کرے۔

www.drhasanrizvi.org

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ
خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَ
تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾
وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ
فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ

کوئی حرج نہیں کہ وہ آپس میں کسی طرح صلح صفائی
کر لیں۔ اور صُلح تو بہت ہی اچھی چیز ہے (کیونکہ) دِل
تو کنجوسی کی طرف مائل ہوتا ہی ہے، لیکن اگر تم
اُن کے ساتھ، اچھائی اور احسان کرو اور خدا سے
ڈرتے ہوئے بُرائی سے بچتے رہو[1] تو پھر یقین رکھو
کہ اللہ تمھارے کاموں کو خُوب اچھی طرح جانتا
ہے ﴿۱۲۸﴾ اور تم سے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ تم
اپنی بیویوں کے ساتھ پُوری پُوری برابری کا سلُوک
کرو۔ چاہے تم اِس کے کِتنے ہی خواہشمند بھی
کیوں نہ ہو۔ مگر ایک بیوی کی طرف اِس طرح
تو نہ جُھک جاؤ کہ دوسری کو بیچ میں لٹکا ہوا
چھوڑ دو۔ (کہ گویا شوہر رکھتے ہوئے بھی وہ
بے شوہر جیسی ہو جائے) اگر تم (سب سے) صُلح

[1] یہاں اللہ کا خوف شاید اس لئے بھی دلایا گیا ہے کہ بیوی کی خامیوں کے سبب اُس کا حق نہ مارو۔ اس سے بے رخی نہ برتو، اس لئے کہ تمھیں بھی اللہ کو بہرحال منہ دکھانا ہے اور تمھارے اندر بھی کتنی خامیاں اور خرابیاں ہیں۔ اگر تم بیوی کی خامیوں کو معاف کر دوگے تو شاید خدا بھی اسی کے سبب تمھیں بھی معاف فرما دے گا۔

www.drhasanrizvi.org

رکھتے ہوئے اپنا طرزِ عمل ٹھیک رکھو اور اللہ سے ڈرتے ہوئے اُن پر زیادتی کرنے سے بچے گے تو یقین رکھو کہ اللہ بڑا ہی معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے[۱] (۱۲۹) اور اگر میاں بیوی دونوں الگ ہی ہو جائیں، تو اللہ ہر ایک کو اپنے فضل و کرم اور اپنے خزانے سے عطا کرے گا (کیونکہ اللہ کا دامنِ رحمت بہت وسیع ہے اور وہ حکمت و مصلحت سے ٹھیک کام کرنے والا ہے[۲] (۱۳۰) زمین اور آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ کا ہے۔ تم سے پہلے بھی جنھیں ہم نے کتاب دی تھی اُنھیں بھی یہی ہدایت کی تھی، اور ہم تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں کہ ہر کام خدا سے ڈرتے ہوئے کیا کرو، لیکن اگر تم یہ بات

تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۱۲۹)
وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ
وَاسِعًا حَكِيْمًا (۱۳۰)
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَلَقَدْ وَصَّيْنَا
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَاِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ

[۱] یعنی اگر تم جان بوجھ کر اپنی بیویوں پر ظلم اور زیادتی نہ کروگے اور ان کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرتے ہوئے ان کے ساتھ برابری کا سلوک کرنے کی حتی الامکان پوری کوشش کروگے تو خدا تمھاری ان چھوٹی چھوٹی کمزوریوں کو معاف کر دے گا جو فطری مجبوریوں کے سبب ہو ہی جاتی ہیں۔

[۲] یعنی اللہ ہر مسئلہ کا حل اپنی حکمت اور مصلحت کی بنیاد پر فرماتا ہے اس لئے ایسی وسعت رکھنے والی ذات کے لئے اس مسئلہ کا حل نکال لینا کوئی مشکل نہیں۔

www.drhasanrizvi.org

نہیں مانتے (تو نہ مانو کیونکہ بہر حال) آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں تو اللہ ہی کی ہیں اور اُسے تمھارے ماننے (نہ ماننے) کی کوئی پرواہ بھی تو نہیں ہے۔[1] وہ تو تعریفوں ہی کا مستحق ہے (۱۳۱) (کیونکہ) اللہ ہی اُن تمام چیزوں کا مالک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ تمام کام بنانے اور اُن کی نگرانی کرنے کے لئے بہت کافی ہے (۱۳۲) اگر وہ چاہے تو تم سب کو ختم کر دے اور (تمھاری جگہ) دُوسروں کو لے آئے۔ اور اللہ اِس پر پُوری پُوری قُدرت رکھتا ہے (۱۳۳) جو شخص صرف دُنیا کا صِلہ چاہتا ہے تو خدا کے پاس تو دُنیا اور آخرت دونوں کا صلہ موجود ہے۔[2] اور اللہ خُوب سُننے والا اور خُوب دیکھنے والا ہے (۱۳۴)

ع ۱۹ ۸ ۱۶

وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا (۱۳۱)
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (۱۳۲)
اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّھَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي ذٰلِكَ قَدِيْرًا (۱۳۳)
مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا (۱۳۴)

---

[1] مطلب یہ ہے کہ خدا تمھارے ماننے کا قطعاً محتاج نہیں ہے۔ خدا کی اطاعت کرنا تو خود تمھاری اپنی شرافت کی دلیل اور بھرپور کامیابی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ اس کی رحمت اور حلم ہی تو ہے کہ وہ ہمارے نہ ماننے کے باوجود ہم کو اصلاح کی مہلت پر مہلت دیے جا رہا ہے۔
خدا کا ماضی کے صیغے میں یہ فرمانا کہ: اگر وہ چاہے تو تم سب کو ختم کر ڈالے اور دوسروں کو لے آئے: یہ بتاتا ہے کہ اس کی ہر صفت قدیم ہے نہ اس کی ذات حادث ہے نہ صفات حادث ہیں یعنی اس کی صفات عین ذات ہیں، بعد میں نہیں پیدا ہوئیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ سے ہیں۔ البتہ اُن کا اظہار موقع اور محل پر ہوتا ہے۔

---

[2] یعنی جو آخرت کو نہیں مانتا اور صرف دنیا ہی کے صلہ کا خدا سے طلب گار ہے تو خدا جسے چاہتا ہے اسے صرف دنیا ہی کے فائدے اس کی کوشش کی بنا پر دے دیا کرتا ہے۔ لیکن جو دنیا اور آخرت دونوں کا طلب گار ہو اور اس کے لیے بھرپور کوشش بھی کرے تو اس کو دنیا اور آخرت دونوں کا اجر عطا فرماتا ہے۔
بقول ڈاکٹر اقبال ؎

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی ہے

www.drhasanrizvi.org

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾

اَے ایمان والو! تم اِنصاف پر خُوب قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو۔[1] چاہے وہ گواہی خود تمھارے یا تمھارے رِشتہ داروں ہی کے خلاف کیوں نہ ہو۔ وہ امیر ہو یا غریب، اللہ بہرحال تم سے زیادہ اُن کا خیرخواہ ہے۔ لہٰذا انصاف کے موقع پر نفسانی خواہش کی پَیروی نہ کرنا۔ اور اگر تم نے حقیقت کو بدلا یا سچّائی سے پہلو بچایا (یعنی گواہی نہ دی) تو یقین جانو کہ تم جو کچھ بھی کرتے ہو خدا کو اُس کی خبر ہے ﴿۱۳۵﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ

اَے اِیمان لانے والو! اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر، اور اُس کی کتاب پر جو اُس نے اَپنے رسولؐ پر اُتاری ہے (پُوری طرح) اِیمان لاؤ[2] اور ہر اُس کتاب پر بھی جو خدا پہلے اُتار چکا ہے، اور جو

---

[1] امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ: "یہ مومن پر خدا کی طرف سے لازمی حق ہے کہ وہ دوسرے مومن کے لئے سچی گواہی دے، خواہ وہ خود اس کے خلاف ہی جائے" (از تفسیر تبیان) اور خدا کا یہ فرمانا کہ "خدا ان کا تم سے زیادہ خیرخواہ ہے۔" بتاتا ہے کہ یہ تمھارے ساتھی کی کوئی خیرخواہی نہیں کہ اسے جھوٹی گواہی دے کر بچایا جائے۔ یا کوئی فائدہ پہنچا دیا جائے۔ خواہ وہ غریب ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ خدا کے حکم کے مطابق سچی گواہی دی جائے اسی میں اس کا اور سارے معاشرے کا فائدہ ہے تاکہ معاشرے سے ظلم کا خاتمہ اور انصاف کا دور دورہ ہو۔

[2] ایمان والوں سے جو یہ کہا گیا ہے کہ: "ایمان لاؤ" تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب تک ان کا ایمان "اجمالی" یعنی گہری اور تفصیلی معلومات کے بغیر تھا لیکن اب مفصّل ایمان لانے کا حکم دیا جا رہا ہے (شاہ ولی اللہ)

دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اب تک ان کا ایمان ظاہری تھا۔ اب ان کو دعوت دی جا رہی ہے کہ ان حقیقتوں کو اچھی طرح سمجھ کر دل و جان سے قبول کرو "تاکہ حقیقی مومن بن جاؤ" (تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.org

کوئی بھی اللہ، اُس کے فرشتوں، اُس کی کتابوں،
اُس کے پیغمبروں اور آخرت کے دن کا اِنکار کرے
گا، تو وہ گمراہی میں بھٹک کر بہت ہی دُور نکل گیا ﴿١٣٦﴾
رہے وہ لوگ جو اِیمان لائے پھر اِنکار کیا، پھر
اِیمان لانے کے بعد بھی اِنکار کر دیا، اور پھر اَپنے
کُفر و اِنکار میں بڑھتے ہی چلے گئے[1] تو اللہ نہ تو
اُن کو کبھی معاف کرے گا، اور نہ اُنھیں سیدھا
راستہ دِکھا کر منزل تک پہنچائے گا ﴿١٣٧﴾
منافقوں کو خوشخبری سُنا دیجئے کہ اُن کے
لئے بڑی تکلیف دہ سزا ہے ﴿١٣٨﴾ جو مومنوں کو
چھوڑ کر کافروں کو اَپنا دوست اور سرپرست
بناتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اُن کے پاس عزّت حاصل
کرنے کی تلاش میں جاتے ہیں؟ حالانکہ عزّت تو

قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ﴿١٣٦﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ
ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ
سَبِيْلًا ﴿١٣٧﴾
بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۙ ﴿١٣٨﴾
اۨلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ

[1] مراد وہ لوگ ہیں جو دین و مذہب کو ایک مذاق کے طور پر محض تفریحاً قبول کر لیتے ہیں پھر ایک کھلونا سمجھ کر جب چاہتے ہیں توڑ بھی دیتے ہیں۔ جب موڈ ہوا شریعت کی پابندی کر کے مسلمان ہو گئے اور جب کسی بات پر بگڑے تو منکر بن گئے جب کوئی فائدہ دکھائی دیا تو دین کی ٹوپی پہن لی مگر جب کوئی نقصان ہو گیا تو کفر بکنے لگے۔ یہ لوگ کفر اور نفاق دونوں ہی کے مجرم ہوتے ہیں۔
(ملخص از تفسیر تبیان)

www.drhasanrizvi.org

ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے (۱۳۹)
اللہ تو اِسی کتاب میں پہلے ہی اُتار چکا ہے
کہ تم جہاں کہیں بھی یہ سُنو کہ اللہ کی آیتوں
کا اِنکار کیا جا رہا ہے، اور اُن کا مذاق اُڑایا
جا رہا ہے، تو وہاں اُن کے ساتھ نہ بیٹھو۔
جب تک کہ وہ لوگ کِسی دُوسری بات میں
نہ لگ جائیں ۔ ورنہ تم بھی اُنھیں جیسے ہو
جاؤ گے۔ [۱] یقین جانو کہ خدا منافقوں اور
کافروں کو جہنّم میں ایک ہی جگہ جمع کرنے والا
ہے (۱۴۰) یہ منافق تمھارے لئے اِنتظار کر
رہے ہیں (کہ تم کو فتح ہوتی ہے یا ہارتے
ہو) اگر تمھیں اللہ کی طرف سے فتح ہو گئی تو
کہتے ہیں کہ کیا ہم تمھارے ساتھ نہ تھے؟ اور

لِلّٰهِ جَمِيعًا ﴿١٣٩﴾
وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ
يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتّٰى
يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ
جَامِعُ الْمُنٰفِقِينَ وَالْكٰفِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴿١٤٠﴾
الَّذِينَ يَتَرَبَّصُونَ بِكُمْ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ

[۱] معلوم ہوا کہ کافروں اور منافقوں کی کفر و نفاق کی باتوں میں حصہ لینے پر اُنھیں کا سا انجام ہو جاتا ہے یعنی اُنھیں کے ساتھ جہنّم میں جمع ہو جانا ۔ اسی بنیاد پر، اس کے برعکس اہل ایمان کے ساتھ ان کی ایمان و اخلاص کی باتوں میں شریک ہوتے رہنے سے انسان اُنھیں کے ساتھ جنّت میں جمع ہو جانے کی توقع رکھ سکتا ہے ۔ اس آیت سے مجالس ذکر و فکر کی افادیت کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور مومنین سے میل ملاپ کا بھی ۔ نفسیات کے ماہرین کے نزدیک صحبت اور ماحول کا اثر مسلّم ہے۔

www.drhasanrizvi.org

قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ
قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ
فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ
ع۲۰ ۱۷ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾
اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ ۚ وَاِذَا
قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَاۗءُوْنَ النَّاسَ وَلَا
يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾

اگر کافروں کو کچھ کامیابی ہو گئی تو اُن سے کہتے ہیں کہ کیا ہم تمھارے خلاف لڑنے پر قابو نہ رکھتے تھے، اور پھر ہم ہی نے تم کو مسلمانوں سے بچا لیا۔ اَب اللہ ہی قیامت کے دن تمھارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اور اللہ نے کافروں کو مسلمانوں پر اِس راہ سے غالب
ع۲۰ ۱۷ آنے کا کوئی راستہ نہیں رکھا ﴿۱۴۱﴾ یقیناً یہ
منافق اللہ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں حالانکہ اللہ خود اُنھیں دھوکے میں رکھ رہا ہے۔ جب یہ منافق نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی ہی سُستی اور کاہلی کے ساتھ صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ خدا کو تو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں ﴿۱۴۲﴾ وہ کفر

www.drhasanrizvi.org

اور ایمان کے درمیان ڈانواں ڈول یا معلّق
ہیں - نہ پُورے اِسی طرف ہیں، نہ پُورے اُسی
طرف - (یعنی نہ تو مسلمانوں سے پُوری طرح مخلص
ہیں اور نہ ہی کافروں سے - غرض) جسے اللہ
بھٹکنے دے یا گمراہی میں چھوڑ دے، اُس کے
لئے تم کوئی راستہ نہیں نکال سکتے[ا] (۱۴۳)
اَے اِیمان لانے والو! مومنوں کو چھوڑ
کر کافروں کو اَپنا دوست اور سرپرست
نہ بناؤ - کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کے لئے
خود اَپنے خلاف کھُلا ہوا اِلزام عائد کرلو[۲] (۱۴۴)
یقین جانو، منافق جہنّم کے سب سے نچلے
طبقے میں ہوں گے اور تم ہرگز کسی کو بھی
اُن کا مددگار نہ پاؤ گے (۱۴۵) سِوا اُن کے

مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا (۱۴۳)
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا (۱۴۴)
اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا (۱۴۵)

[ا] کتنا واضح طور پر بتا دیا کہ خدا صرف اُن ہی لوگوں کو گمراہی میں بھٹکنے دیتا ہے جو از خود دین کو صرف ظاہری نمائش کا یا دنیوی فائدے حاصل کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ ان کو خدا یا خدا کے دین سے کوئی قلبی لگاؤ نہیں ہوتا۔ اسی لئے وہ خدا کو بہت کم یاد کرتے ہیں اور یاد بھی کرتے ہیں تو بڑی ہی بددلی اور کاہلی کے ساتھ مجبوراً۔ ایسے رویّہ کا منطقی انجام یہی ہونا چاہیے کہ جس طرح وہ خدا کے معاملہ میں سنجیدہ نہیں ہیں، خدا بھی ان کی ہدایت کے معاملہ میں لاپرواہ ہو جائے۔

[۲] یعنی کافروں سے تمھارا قلبی تعلق تمھارے نفاق کا واضح ثبوت ہوگا۔ کیونکہ ہر انسان اسی سے قلبی محبت اور لگاؤ رکھتا ہے جس کا ہم خیال ہوتا ہے۔ نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مومنین کے ساتھ قلبی دوستی اور تعلق ایمان کی واضح دلیل ہے۔

www.drhasanrizvi.org

جنھوں نے (نفاق سے) توبہ کرلی اور اَپنی (اعمال کی) اِصلاح بھی کرلی اور خدا (کے دامن) کو تھام لیا اور اَپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کرکے، خلوصِ دل کے ساتھ اللہ کی اِطاعت کرنے لگے۔ تو یہ لوگ مومنین کے ساتھ ہوں گے۔ اور اللہ مومنوں کو عنقریب بہت بڑا اَجر عطا فرمائے گا (۱۴۶) آخر اللہ تمھیں سزا دے کر کیا کرے گا؟ اگر تم شکر کرنے والے اور ایمان دار بن کر رہو۔ اللہ تو بڑا ہی قدر کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ (یعنی تم اَپنے ہی بُرے کاموں کے سبب عذاب کے مستحق بن جاتے ہو ورنہ خدا کو تمھیں سزا دینے سے کوئی فائدہ نہیں وہ توبے نیاز ہے[1]) (۱۴۷)

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَ
أَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ
يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا (۱۴۶)
مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَ
كَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا (۱۴۷)

[1] اُسے معاذاللہ نہ تو کوئی تم سے بدلہ لینا ہے اور نہ دل کی بھڑاس نکالنا ہے۔

خدا کا شکر کرنے والے بننے کے معنی یہ ہیں کہ: (۱) آدمی دل سے خدا کے احسانات کو مانے۔ (۲) زبان سے اس کا اقرار کرتا رہے اور (۳) خدا کی نعمتوں کو خدا ہی کی مرضی کے مطابق استعمال کرے اس طرح عمل سے اپنی احسان مندی کا ثبوت دے۔ اِنھیں تین چیزوں کا نام شکرگزاری ہے اور ان تینوں کاموں کا منطقی نتیجہ اپنے محسن سے محبت، وفاداری، خلوص اور اطاعتِ کامل ہے۔

یہی لفظ شاکر جب خدا اپنے لئے استعمال فرماتا ہے تو اس کے معنی قدردان ہو جاتے ہیں۔ یعنی خدا بندے کے شکر کے عمل کی پوری پوری قدر فرماتا ہے۔ اور بے حد فیاضی کے ساتھ اس کا صلہ عطا فرماتا ہے۔ لوگ حساب کتاب تو سختی سے لیتے ہیں مگر کاموں کی قدر بہت ہی کم کرتے ہیں جبکہ خدا حساب تو بہت ہی نرمی اور چشم پوشی سے لیتا ہے مگر شکر و اطاعت کا ثواب اس کے عمل سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کے عطا فرماتا ہے۔

www.drhasanrizvi.org

محمد اقبال نعیمی عفی عنہ
ریسرچ اینڈ رجسٹریشن آفیسر محکمہ اوقاف

میں نے اس Holy Quran کے پارہ نمبر پانچ کو حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے
اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کوئی کمی بیشی نہیں ہے اور
زیر، زبر، پیش، جزم، مد وغیرہ درست ہیں۔

دورانِ طباعت اگر کوئی زیر، زبر، پیش، جزم، مد وغیرہ
ٹوٹ جائے تو اس کی ذمہ داری ہمارے ذمے نہیں ہے۔

حافظ فیض احمد شاہ سعیدی
منظور شدہ پروف ریڈر

نزولِ قرآن کا مقصد اور عبادت کی حقیقت

○ ......"اور ہم نے قُرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟"

(القرآن: سورہ قمر: ۵۴۔ ۱۷)

○ ......"یہ (قرآن) بڑی برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے آپؐ پر اُتارا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں"

(القرآن: سورہ ص: ۳۸۔ ۲۹)

○ ......"تلاوت بغیر تدبّر، غور و فکر کے نہیں ہوتی"

(الحدیث)

○ ......"عبادت یہ نہیں کہ تم کثرت سے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھے جاؤ اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے کیے جاؤ۔ بلکہ عبادت یہ ہے کہ اللہ کے کاموں اور آیتوں پر غور و فکر کیا جائے۔"

(الحدیث)

○ ......"ایک گھنٹہ غور و فکر کرنا ستر (۷۰) سال عبادت کرنے سے بہتر ہے"

(الحدیث)

میزان فاؤنڈیشن

اِسلامک ریسرچ سینٹر

عائشہ منزل چوک، فیڈرل بی ایریا نمبر ۶ شاہراہِ پاکستان، کراچی

0345-2443358

0315-8200311, 0321-8475550, 0300-4496512

Email: mz.foundation@hotmail.com

کتبہ: سیّد جعفر صادق

Printed by System Graphics Karachi

ایڈیشن: 2012-13